THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, the June 18, 2021
(312th Session)
Volume VII, No.04
(Nos.01-08)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume VII	SP.VII (04)/2021
No.04	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Fateha 2
3. Leave of Absence 2
4. Presentation of report of the Standing Committee on Human Rights on [The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2021] 4
5. Presentation of report of the Standing Committee on Human Rights on [The Islamabad Capital Territory Senior Citizens Bill, 2021] 5
6. Motion moved under Rule 263 for dispensation of rules 14
7. The Federal Medical Teaching Institutes Bill, 2021 17
8. The National Institute of Health (Re-organization) Bill, 2021 17
9. The Mutual Legal Assistance (Criminal Matters) (Amendment) Bill, 2021 18
10. The Enforcement of Women's Property Rights (Amendment) Bill, 2021. 18
11. Further discussion on the Budget 2021-22 19
    - Senator Ejaz Ahmed Chaudhary 19
    - Senator Mushtaq Ahmed 28
    - Senator Sania Nishtar 39
    - Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri 46
    - Senator Danesh Kumar 51
    - Senator Engr. Rukhsana Zuberi 58

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Friday, the June 18, 2021

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at four minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۴﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

ترجمہ: سب طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ انصاف کے دن کا حاکم۔ (اے پروردگار) ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے رستے چلا۔ ان لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل و کرم کرتا رہا۔ نہ ان کے جن پر غصے ہوا اور نہ گمراہوں کے۔ (سورۃ الفاتحہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾

ترجمہ: الف۔ لٓ۔ مٓ۔ یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلام اللہ ہے اللہ سے) ڈرنے والوں کی رہنما ہے۔

سورۃ البقرہ (آیات نمبر ۱ تا ۲)

Fateha

جناب چیئرمین: اسلام علیکم۔ جمعہ مبارک ہو۔ سینیٹر مشتاق احمد صاحب! آپ دعا کرائیں کہ ہماری forces کے لوگ تربت میں شہید ہوئے ہیں۔ سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ صاحب بھی بیمار ہیں، ان کے لیے بھی دعا کرائیں۔ ہماری وزیر محترمہ شیریں مزاری صاحبہ کے بھائی کی وفات ہوئی تھی، ان کے لیے بھی دعا کرائیں۔

(اس موقع پر ایوان میں فاتحہ خوانی کرائی گئی)

Leave of Absence

Mr. Chairman: We now take up leave applications.

سینیٹر سید مظفر حسین شاہ صاحب نے ناسازی طبیعت کی بناپر مورخہ 11تا18 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاآپ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر حافظ عبدالکریم صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 11تا18 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاآپ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر آج مورخہ 18 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاآپ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر کہدہ بابر صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ 18 تا 25 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاآپ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر نوابزادہ عمر فاروق صاحب بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ 11 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیاآپ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر رانا مقبول احمد صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر آج مورخہ 18 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: اللہ تعالیٰ سب کو شفاء دے۔ آمین۔

Order No.2. Senator Walid Iqbal, Chairman, Standing Committee on Human Rights, please move Order No.2.

سینیٹر ولید اقبال: شکریہ، جناب چیئرمین! اس کو take-up کرنے سے پہلے اگر آپ اجازت دیں تو میں اسی پر چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی کہیں۔

سینیٹر ولید اقبال: سب سے پہلے تو ان دو بلوں کے حوالے سے میں اپنے colleagues and members of the Standing Committee for Human Rights کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں نے دسمبر، 2018 میں اس ایوان میں حلف لیا تھا اور اپنی شکریہ کی جو مختصر گفتگو کی تھی تو میں نے اس میں علامہ اقبال کا شعر بھی پڑھا تھا جو ہم بچپن میں پڑھا کرتے تھے، ''ہو میرا کام غریبوں کی حمایت کرنا، دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا''، میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ دو Bills ہیں اور یہ reports ان دو بلوں کے بارے میں ہے جو دردمندوں اور ضعیفوں کے تحفظ کے لیے اور ان سے محبت کا اظہار کرنے والے Bills ہیں اور قوانین ہیں جو بھی domestic violence کے حوالے سے اس کا نشانہ ہوتے ہیں۔ ایک طویل عرصہ یہ دونوں بل دوسرے ایوان میں زیر غور رہے، ایک بل نو ماہ اور دوسرا اٹھارہ ماہ زیر غور تھا اور یہاں جب 27 مئی کو یہ بل پیش کیے گئے تو چیئرمین صاحب آپ نے ruling دی تھی کہ Committee constitute ہونے کے within two days or something like that ان کو take-up کرکے اس پر رپورٹ دی جائے۔ میں خاص طور پر کمیٹی کے اراکین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، خصوصاً میری فاضل colleague سینیٹر قراۃ العین مری صاحبہ اور شہادت اعوان صاحب ہیں، ان دونوں نے بہت ہی valuable input دی اور دیگر جو ساتھی کمیٹی میں تھے انہوں نے بھی ان بلوں کو بہت ہی carefully and thoroughly

review کیا۔ چلیں coma, full stop, punctuation and grammar کی غلطیاں تو ہوتی ہیں لیکن اس میں کچھ ایسے glaring errors تھے کہ ایک موقع پر کسی کمیٹی کا quorum لکھا ہوا ہے, one half of its members اور اگلے section میں اسے two third لکھا ہوا ہے تو ایسی inconsistencies تھیں لیکن میرے لیے یہ بات باعث فخر ہے کہ ان ساری corrections کو کرنے کے لیے ایوان بالا نے اپنا حق ادا کیا ہے۔ میں معزز منسٹر صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے فرمایا کہ ان تمام تصحیح کے بعد ان بلوں کو واپس قومی اسمبلی میں بھیجا جائے۔ Once again, with thanks to the Committee کہ اتنے مختصر وقت میں اور اتنا thoroughly کام کیا اور تمام نقائص دور کیے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جب دوسرے ایوان میں جاتا ہے تو جلد از جلد یہ دونوں قوانین ہمارے بہت اہم سنگ میل بنیں گے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحبہ بھی آپ لوگوں کو appreciate کر رہی تھیں کہ بہت اچھا کام کیا ہے۔ آپ رپورٹ پیش کریں۔

Presentation of report of the Standing Committee on Human Rights on [The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2021]

Senator Walid Iqbal: I, Senator Walid Iqbal, Chairman, Standing Committee on Human Rights, do beg to present report of the Committee on the Bill to establish an effective system of protection, relief and rehabilitation of women, children, elders and any vulnerable person against domestic violence [The Domestic Violence (Prevention and Protection) Bill, 2021].

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No.3, I, Senator Walid Iqbal, Chairman, Standing Committee on Human Rights, please move Order No.3.

Presentation of report of the Standing Committee on Human Rights on [The Islamabad Capital Territory Senior Citizens Bill, 2021]

Senator Walid Iqbal: I, Senator Walid Iqbal, Chairman, Standing Committee on Human Rights, do beg to present report of the Committee on the Bill to provide for the well-being, comfort and dignity of the senior citizens residing in the Islamabad Capital Territory [The Islamabad Capital Territory Senior Citizens Bill, 2021].

Mr. Chairman: Report stands laid.

شیری رحمٰن صاحبہ ہم پہلے یہ Bills lay کریں گے، جب supplementary agenda پر آئیں گے تو پھر آپ سے بات کر لیں گے۔ Supplementary agenda یہ ہے کہ کل جو کمیٹی نے changes کی ہیں۔ تمام اراکین بھی agree ہو گئے ہیں اور حکومت بھی مان گئی ہے اگر آپ لوگ supplementary agenda کی اجازت دیں گے تو اسے قومی اسمبلی میں واپس بھیج دیں گے تاکہ وہاں سے ہو جائے۔ جی شیری رحمٰن صاحبہ۔

سینیٹر شیری رحمٰن: جناب چیئرمین! ایک بات ہے کہ جب supplementary میں اس بل کو لا رہے ہیں تو ہم بھی دیکھنا چاہیں گے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہمیں اراکین کی intelligence and integrity پر کوئی شک نہیں ہے لیکن آپ نے دیکھا ہے کہ کمیٹی سے جب بل آتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ اسے دیکھ لیں، ہم انہیں آخر میں لے لیتے ہیں۔

سینیٹر شیری رحمٰن: جناب چیئرمین! بل دیکھنے کا وقت ہونا چاہیے، why put it on supplementary, this is my request to you. پھر وہ Monday پر چلا جائے۔

جناب چیئرمین: جی. Leader of the House, please.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد ایوان): جناب گزارش یہ ہے کہ یہ دو بل تھے، دونوں کمیٹی میں گئے، اس پر سیر حاصل بحث ہوئی، معزز سینیٹر ولید اقبال صاحب نے بھی بیان کیا کہ اس میں کچھ

glaring چیزیں تھیں جنہیں correct کیا گیا، حالانکہ یہ اتنا عرصہ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی میں رہا۔

جناب چیئرمین: ہم اس ایوان کی بات نہیں کرتے ہیں۔ وہ ان کا اپنا کام ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: گزارش یہ ہے جو تبدیلیاں تھیں وہ بھی ہمارے پیپلز پارٹی کے جو دوست اراکین ہیں انہوں نے کی تھیں، چونکہ وہ اچھی تبدیلیاں تھیں اس لیے ہم نے انہیں accept کیا اور اسی طرح amended Bill House میں آیا ہے، problem صرف یہ ہوا کہ آپ کا ایجنڈا تقریباً تین یا چار بجے کے قریب نکل گیا تھا اور amended draft final تھوڑا دیر سے ہوا اس لیے وہ اس ایجنڈے پر نہیں آ سکا۔ ہماری درخواست یہ تھی کہ ہمارے دونوں بل اکٹھے چلے جائیں، ہم supplementary agenda میں دوسرے کو بھی لے آتے ہیں، آپ اسے دیکھ لیں اور یہ دونوں وہاں اکٹھے چلے جائیں، اس بل میں کوئی ایسا issue نہیں ہے، human rights, domestic violence and child abuse Bills ہیں، میرے خیال میں ہمیں انہیں بھیج دینا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی قائد حزب اختلاف۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! میں نے اپنے دونوں معزز اراکین سے بات کی ہے، they have made the amendments اور ہمیں substance سے کوئی اختلاف نہیں ہے مگر ہمیں دیکھنے تو دیں کہ what are the amendments? اس کے لیے اگر ایک دن لگ جائے گا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا تاکہ سب پڑھ لیں اور دیکھ لیں۔ میری سینیٹر قراۃ العین مری اور سینیٹر شہادت اعوان صاحب سے بات ہو گئی ہے، انہوں نے amendments ڈال دی ہیں، we have no objection, but at the same time give us time to go through those amendments تاکہ ہمیں new Bill کا پتا تو چلے۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر قراۃ العین مری صاحبہ جو اس کمیٹی کی رکن بھی ہیں وہ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر قراۃالعین مری: شکریہ، جناب چیئرمین! پہلے تو I have to thank the Chair of the Committee, we had a very good meeting مگر بار بار یہ بات ہو رہی ہے کہ قومی اسمبلی میں Sub-Committee تھی، یہ تھا اور وہ تھا، اتنی دیر تک یہ بل وہاں رہا، with all due respect to the Minister, all Committees have draftsmen in their Committee meetings and representatives of the Human Rights ہم نے جو changes suggests کی ہیں وہ اتنی basic and structural تھیں کہ آپ کے جو بھی نمائندے اس میں تھے، دیکھیں Parliamentarian's job is not to a cross the T's and dot the I's, یہ کام draftsmen اور آپ کے bureaucrats کا ہوتا ہے، یہ کام ہم نے بدلا ہے، Parliamentarians کو policy changes suggest کرنی چاہییں، اس میں جو duplications تھیں، جو spelling غلط تھیں، یہ ہمارا کام نہیں تھا، نہ ہی یہ ہمارے قومی اسمبلی کے colleagues کا کام تھا، یہ کام ان کا ہے جو ساتھ بیٹھ کر assist کرتے ہیں۔ So let us lay the blame where it is to be laid and not keep repeating کہ اتنے سال وہاں تھا اور اتنا عرصہ یہاں تھا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: لیکن اس میں کوئی خاص changes تو نہیں ہیں۔ جی وزیر ریلوے اعظم سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی (وفاقی وزیر برائے ریلوے): جناب چیئرمین! It is a universal practice in Parliamentary practices کہ جب بھی کوئی معاہدہ ہو جاتا ہے تو سارا ایوان اس کو honour کرتا ہے۔ مجھے تو بہت حیرت ہو رہی ہے کہ شیری رحمٰن صاحبہ کو اپنے کام کے لیے تو پانچ منٹ چاہییں، وہ پانچ منٹ میں اسے ٹھیک کر لیتی ہیں اور جب اس august House کی باری آتی ہے تو انہیں ایک دن چاہیے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ دیکھیں اس وقت back to back National Assembly اور سینیٹ چل رہے ہیں، وہاں پر بھی کام ہے اس لیے منسٹرز کا کم از کم خیال رکھا جائے جو آپ کے colleagues

ہیں، جو آپ سے بالاتر نہیں ہیں۔ بلکہ آپ کے colleagues ہیں۔ کم از کم ان کا خیال رکھا جائے تاکہ ان کے وقت سے بھی استفادہ حاصل کیا جاسکے۔ بات یہ ہے کہ substance میں کوئی changes نہیں ہیں۔ پھر اس کو ایک دن کے لیے روکنا، میرے خیال میں زیادتی ہے۔

جناب چیئرمین: جناب اعظم نذیر تارڑ صاحب۔ اب وکیلوں کی باری ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! میں تو ابھی طالب علم ہوں، استاد ادھر بیٹھے ہیں اور ہم نے ابھی سیکھنا ہے۔ ہماری تربیت اگر ڈاکٹر صاحب نے اور سواتی صاحب نے اس طرح سے کرنی ہے کہ آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر کہنا ہے کہ انگوٹھا لگادو تو پھر ہم لوگ کیسے پنپیں گے۔ مہربانی کریں ایک آدھ دن سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں ضرور اس spirit کو appreciate کرتا ہوں کہ ہاؤس بزنس بہت cordial طریقے سے چلنا چاہیے۔ مجھے دکھ اس بات کا ضرور ہے کہ رانا مقبول صاحب آج ناسازئ طبع کی وجہ سے نہیں آئے، شیری رحمٰن صاحبہ کا ظرف بڑا ہے، انہوں نے اپنے منہ سے یہ بات نہیں کی۔ بات یہ ہے کہ یہ دونوں bills, by and large اسی طرح سے دو معزز سینیٹر صاحبان نے ڈیڑھ سال سے move کر رکھے ہیں۔ رانا مقبول صاحب کا elderly population کے بارے میں ہے، شیری رحمٰن صاحبہ نے domestic violence پر bill دیا، ابھی ان ہی bills کو under the carpet کر دیا گیا اور ادھر سے آگیا۔ میں اس بحث میں بھی نہیں جاتا۔ یہ bills کمیٹی کے پاس تھے لیکن میں نے جہاں سے بات شروع کی تھی، ہمیں کم از کم ایک دن کا موقع دیجیے۔ اس میں کوئی negative vibe نہیں ہے۔ منسٹر صاحبہ تشریف لائی ہیں، ہمارے لیے قابلِ احترام ہیں، بہت سارے لوگوں کی استاد ہیں، صرف استدعا یہ ہے کہ ایک دن کے لیے ہم بھی ذرا دیکھ لیں، شاید اس سے کچھ سیکھ جائیں۔

جناب چیئرمین: میں بھی اسی کے ڈر سے کہہ رہا ہوں، بلوچ بھی ہیں اور استاد بھی۔ اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ غور کریں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سواتی صاحب نے جو بات کی، سر آنکھوں پر۔ جو بات ایوان سے باہر، corridors میں یا lobbies میں کی جاتی ہے، اسے honour ہونا چاہیے لیکن میرے خیال میں یہ ایک harmless سی چیز ہے جس پر ہم اٹک گئے ہیں۔ اس کو صرف ایک روز کے لیے آگے

لے جائیں، Monday کو یہ take up ہو جائیں گے۔ ہم پڑھ کر آ جائیں گے، ہماری بھی تسلی ہو جائے گی کہ ہم نے کچھ contribute کیا ہے۔ ہماری صرف یہ استدعا ہے۔

جناب چیئرمین: لیڈر آف دی ہاؤس پلیز۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب! یہاں پر بات ہوئی کہ کچھ private member bills بھی ایک ہی موضوع پر آئے۔ بات یہ ہے کہ پارلیمانی practice میں ایسا ہوتا ہے کہ private member bills بھی آتے ہیں اور حکومت اپنے bills بھی لاتی ہے۔ جب یہ bills کمیٹی میں جاتے ہیں تو وہاں پر آپ کے اراکین بھی ہوتے ہیں، وہ وقت ہوتا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی تجویز ہے تو وہ دیں اور وہ club کی جا سکتی ہے۔ اب ایک bill کو صرف اس وجہ سے موخر کرنا کہ ہمارا بھی آیا ہوا تھا، ہم اسے lay کریں یا میں نے بھی دیا ہوا تھا، میں اسے lay کروں، عجیب سی بات ہے۔ تیسری بات، چلیں آج نہیں Monday کو پیش ہو جائے گا، ایک بات یہ بھی ہے کہ ہمیں لوگ بھی دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ جو bills, important issues کے متعلق ہیں یعنی human rights bill ہے، اس پر اگر ہم لیت و لعل کریں، لوگوں کی صحت کا bill ہے، اس کو اگر ہم delay کریں، انصاف کے متعلق bills ہیں، ان کو اگر ہم delay کریں تو اس سے اچھا message نہیں جاتا۔ ٹھیک ہے ایک دن بعد ہو جائے گا لیکن ہمیں یہ بھی دھیان رکھنا چاہیے کہ وقت کی بھی قدر کرنی چاہیے اور ایک urgent issue پر ایک طرح کی urgency show کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ ڈاکٹر شیریں ایم۔ مزاری: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں، میں نے پچھلی مرتبہ بھی کہا تھا کہ شیری رحمٰن کا جو bill تھا، اس پر میں نے ان کے ساتھ کمیٹی میں بیٹھ کر we went through clause by clause. مجھے نہیں پتا، میں تو control نہیں کرتی کہ سینیٹ سے اسمبلی میں گیا یا نہیں، کیا ہوا، that is not my problem nor I control that process. ہم نے اپنا bill سال ڈیڑھ سال پہلے بھیج دیا تھا، process سے سینیٹ کی کمیٹی میں آیا ہے۔ اسے line by line پڑھا گیا۔ جو changes اپوزیشن اراکین نے کہیں، ہم نے accept کیں۔ Those were valuable

قراۃ العین مری اور شہادت صاحب نے جو پیش کیں، literally ایک ایک word changes. دیکھا جسے میں appreciate کرتی ہوں اور ہم نے changes کیں۔ اب وہ changes کمیٹی نے approve کردی ہیں، ہم نے changes approve کردیں، اس کے بعد یہ bill آیا ہے۔ اب اس وجہ سے کہنا کہ چونکہ کئی اور private member bills نہیں آسکے تو آپ delay کردیں. I think that is being unfair. مجھے نہیں پتا کہ سینیٹ کا procedure کیا ہے؟ اسمبلی میں تو جب اسٹینڈنگ کمیٹی سے bill آتا ہے تو it is put for approval. اس کے بعد اس میں مزید delays نہیں ہوتے۔ اگر کوئی ممبر پھر کچھ کرنا چاہے تو وہ amendment ڈالے یا اور کچھ کرے but by and large جب اسٹینڈنگ کمیٹی سے bills آجاتے ہیں تو then bills are put for approval or rejection by the House. I don't know کہ سینیٹ کا procedure مختلف ہوگا but this is the normal procedure. شکریہ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ سینیٹر شیری رحمٰن۔

سینیٹر شیری رحمٰن: جناب چیئرمین! شکریہ۔ دیکھیں بات یہ ہے اور میں منسٹر صاحبہ کی بات کا احترام بھی کرتی ہوں، انہوں نے ہمارے ساتھ کام بھی کیا ہے، صحیح بات ہے۔ جو previous چیئرمین تھے، I don't know if he is here مصطفٰے کھوکھر جو ہمارے Human Rights Committee کے چیئرمین تھے، وہ بھی اس بات کی تصدیق کریں گے۔ انہوں نے بھی ان bills پر بہت کام کیا ہے۔ اب یہ بہت ہی غلط اور عجیب روایت ہے کہ domestic violence bill, 2004 میں originate ہوا تھا جنرل مشرف کی اسمبلی میں جب نیلوفر بختیار صاحبہ نے بھی یہی کیا تھا۔ میں نہیں کہہ رہی کہ مزاری صاحبہ نے یہ کیا ہے، I have no issue with her. I have worked with her in all sorts of capacities for over twenty years. میں آپ کو یہ بتاؤں گی کہ یہ ایک بہت غلط practice ہے کہ ممبرز پانچ پانچ سال کام کرتے ہیں سول سوسائٹی کے ساتھ، ایک دوسرے کے ساتھ کام کرتے کرتے ہم یہ bills لے کر آتے ہیں۔ وہاں کمیٹی میں خوش اسلوبی سے، میں یہ نہیں کہہ رہی کہ there was any bad air, the Chairman of the Committee was excellent, the Minister was cooperating

but the bills disappeared. This is my complaint to you Chairman Sahib. میں پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ bills غائب کیوں ہو جاتے ہیں؟ میرا bill غائب ہوا، رانا مقبول صاحب کا غائب ہو گیا اور وہ ایک دوسری شکل میں حکومت کے bills بن کر آ گئے۔ لہٰذا، یہ ایک disincentive ہے اس ہاؤس کو کہ وہ legislation کرے۔

میں آپ سے استدعا کروں گی کہ ایک دوسرے کے Houses کا ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں procedure نہیں پتا۔ With due respect منسٹر کو procedure پتا ہوتا ہے۔ They are responsible for overseeing legislation in both Houses. دو سالوں سے ایک anti-torture bill منڈلا رہا ہے، again مصطفےٰ کھوکھر جو Human Rights Committee کے چیئرمین تھے، ان کی رپورٹ اور سب کچھ ہو گیا لیکن یہاں وہ bill نہیں آتا۔ یہ Child Marriage Restraint Bill اس ہاؤس سے اور Human Rights Committee سے pass ہو گیا ہے، دو stages سے pass ہو گیا ہے لیکن وہاں پر نہیں آ رہا کیونکہ کوئی اس کی ذمہ داری نہیں لیتا، منسٹر کہتی ہیں کہ ہمیں نہیں پتا، آپ کا سیکرٹریٹ کہتا ہے کہ ہمیں نہیں پتا تو یہ اتنے اہم human rights کے bills غائب ہو جاتے ہیں۔ These don't get to the National Assembly and suddenly, these appear as the Government's bills. جناب! آپ بھی تو ہمیں بتائیں کہ کیا کیا جائے۔ میرے دو انسانی حقوق کے کلیدی bills غائب ہیں۔ کل مجھ سے بہت لوگ پوچھ رہے تھے کہ وہ کہاں گئے۔ میں نے کہا بس ایک تو پورا pass ہو چکا ہے، جس کے لیے میں بہت شکر گزار ہوں منسٹر کی بھی اور سارے ہاؤس کی بھی۔ حکومت نے بھی اس Child Marriage Restraint Bill کو thumping majority دی جبکہ اب وہ غائب ہو گیا ہے، قومی اسمبلی کے ایجنڈا پر بھی نہیں آ رہا۔ ایسی صورت میں ہم کدھر جائیں۔ اس طرح تو ہم نے کبھی legislation نہیں دیکھی کہ Houses کے بیچ میں کہیں black hole میں bill گر جائے اور وزارتیں کہہ دیں کہ ہمیں پتا نہیں، سینیٹ سیکرٹریٹ کہہ دے کہ ہمیں نہیں پتا۔ میں دونوں ایوانوں کی ممبر دو دو terms کے لیے رہ چکی ہوں، کبھی ہمیں ضرورت نہیں پڑی اور نہ ہمارا یہ کام ہے کہ ہم ایک ہاؤس سے bill کو نکالیں اور دوسرے میں لے جائیں۔

جناب چیئرمین! یہ ایک بہت اہم issue ہے۔ ہم ایک ہاؤس سے bill نکالتے ہیں تو وہ دوسرے ہاؤس میں کیوں نہیں آتا۔ یہ کس کی ذمہ داری ہے؟ یہ ممبر کو یہاں نکالنا ہوتا ہے یا وہاں نکالنا ہوتا ہے، it is a lot of work from drafting to passing and in the committee. So, there is no answer Chairman Sahib and suddenly, bills turn up as Government's bills. وہ حکومتی بلز بن کر آجاتے ہیں۔ یہ کیسے ہو رہا ہے؟ اب وہ جو دو bills غائب ہیں، ان کی Human Rights سے کوئی جوابدہی ہو گی؟

جناب چیئرمین: جی شیریں مزاری صاحبہ۔

محترمہ ڈاکٹر شیریں ایم۔ مزاری: دیکھیں، میں Torture Bill پر ضرور agree کرتی ہوں، ہم نے اسے line by line support کیا تھا۔ We sat together. Now, I can give you this assurance جس دن وہ اسمبلی میں آتا ہے، ہم اسے support کریں گے۔ Child Marriage Bill اسمبلی میں آئے، I have no issue even in presenting it in front of the Assembly but آئے تو سہی۔ آپ سینیٹ سیکرٹریٹ سے پوچھیں کہ کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، اُدھر چلے گئے ہیں، وہاں پر take up کرنے ہیں۔

محترمہ ڈاکٹر شیریں ایم۔ مزاری: Torture Bill کدھر ہے، کوئی مجھے بتائے۔

جناب چیئرمین: Torture Bill ادھر لے آئیں گے۔ پہلے منسٹر صاحبہ کھڑی ہیں، انہیں بات کرنے دیں۔ پھر یہ ماحول ٹھیک نہیں رہے گا، پھر آپ کی تقریر میں بھی کوئی کھڑا ہو جائے گا۔ جی منسٹر صاحبہ! بتائیں۔

محترمہ ڈاکٹر شیریں ایم۔ مزاری: چیئرمین صاحب! میں یہی کر سکتی ہوں کہ میں قومی اسمبلی سیکرٹریٹ سے trace کروں کہ Torture Bill, Child Marriage Bill اور قراۃ العین مری کا ایک اور bill بھی ہے جو Day Care Centre کا ہے، she has told me about it, اس کے متعلق بھی میں پوچھوں گی کہ check کریں کدھر ہے۔

We have no issue, I will sit and help you with them but that is no reason to take it out on the Bills that the Senate Committee has approved, that is my objection.

جناب چیئرمین: قائد ایوان۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد ایوان): جناب چیئرمین! ایک Private Member's Bill Corporal Punishment سے متعلق تھا، قومی اسمبلی میں اپوزیشن کے ایک معزز رکن نے اسے introduce کیا تھا، وہ Bill ٹھیک تھا، ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ Private Member's Bill ایک اپوزیشن کے رکن کا Bill ہے، Ministry of Human Rights نے اسے full support کیا اور وہ Bill قومی اسمبلی سے منظور ہو کر یہاں آیا۔ یہاں ہماری اپوزیشن کی معزز رکن سعدیہ عباسی صاحبہ نے اسے کیا، ہم نے اسے یہاں بھی support کیا اس لیے کہ وہ Bill ٹھیک تھا۔ ہم content پر believe کرتے ہیں، ہم Bill کی spirit پر believe کرتے ہیں، ہم یہ نہیں دیکھتے کہ اس میں حکومت ہے یا اپوزیشن ہے، جو Bill اچھا ہے، وہ اچھا ہے۔ جناب والا! آخری بات یہ ہے کہ غائب Bill کی تو بات ہو رہی ہے جبکہ حاضر Bill کو تو آپ pass نہیں کر رہے اور غائب Bill پر آپ یہ کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: قائد حزب اختلاف۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! میرے خیال میں وہ بولنا چاہتی ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب! وہ اس پر بات کر چکی ہیں۔ میرے خیال میں وزیر صاحبہ اس کو Monday کو take up کر لیتے ہیں۔ جی ٹھیک ہے اسے Monday کو کر لیتے ہیں۔

Order No. 4. We may now take up Order No. 4. Mr. Zaheer-ud-Din Babar Awan, Adviser to the Prime Minister on Parliamentary Affairs, on his behalf Mr. Ali Muhammad Khan, please move the motion.

جناب علی محمد خان (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): شکریہ جناب چیئرمین! میں پچھلے issue پر کچھ بولنا چاہتا تھا، مجھے موقع نہیں ملا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایسا کوئی بھی معاملہ ہو، ہماری وزارت موجود ہے، your Secretariat and honourable members

can take help of my Ministry and we can coordinate between the two Houses کہ وہاں کوئی Bill pending ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ کا Bill, even Zainab Alter Bill that remained pending for a very long time.

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! ایک معزز وزیر بات کر رہے ہیں، بیچ میں بات نہ کریں، یہ آپ کے لیے اور ہمارے لیے بھی اچھا نہیں ہے، پھر وہ اُس طرف سے بات کریں گے۔ جی وزیر صاحب۔

Motion moved under Rule 263 for dispensation of rules

Mr. Ali Muhammad Khan: Sir, I want to move under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012,that the requirement of Rule 120 of the said Rules regarding notice period, be dispensed with in order to take into consideration the Bills at Order No. 5 to 8.

Mr. Chairman: It has been moved under Rule 263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012,that the requirement of Rule 120 of the said Rules regarding notice period, be dispensed with in order to take into consideration the Bills at Order No. 5 to 8.

جناب! یہ consideration کرکے committee کو جائیں گے۔ جی قائد حزب اختلاف۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب چیئرمین! آپ سے کل بھی گزارش کی تھی، آج Leader of the House and Cabinet Ministers are sitting, قومی اسمبلی میں جو Bills bulldoze ہوئے تھے، ان پر بہت احتجاج ہوا تھا and after that there was a vote of no-confidence moved against the Deputy Speaker. اس کے بعد مذاکرات ہوئے، وہاں جب بات ہوئی تو سپیکر صاحب نے کہا کہ میں ایک committee constitute کر دیتا ہوں، ہم دیکھیں گے کہ کیا possibility ہے کہ ان Bills کو withdraw کیا جائے۔ میں نے آپ سے بھی بات کی، this is the

agreement, I want to show to the Leader of the House, if you want to see کہ یہ agreement ہوا ہے۔ آپ اس کا کوئی ایسا حل نکالیں کہ اگر وہ مذاکرات جو ہو رہے ہیں تو وہ متاثر ہوں گے۔ اگر ہم یہاں accept کر لیتے ہیں اور وہاں وہ accept کر چکے ہیں کہ ہم اس کا کوئی حل نکال رہے ہیں کہ انہیں واپس لایا جائے یا ان پر کوئی اور بات کی جائے تو اس پر discussion ہو سکتی ہے، یا انہیں تھوڑی دیر کے لیے روک لیں، committee constitute ہو جائے and committee should talk to both the Houses یا اسے next week میں لے آئیں تاکہ پھر ایک issue نہ بن جائے۔ ہم نے چونکہ no-confidence motion only with this condition روکی ہے۔ اس لیے آپ اسے دیکھیں کہ آپ اسے کیسے روک سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: گیلانی صاحب! آپ ماشاءاللہ خود وزیراعظم رہے ہیں، سپیکر رہے ہیں، جب ایک ایوان سے Bill pass ہو کر سینیٹ میں آتا ہے تو پھر ہمیں اس ایوان کے کام سے کوئی واسطہ نہیں ہے، کوئی کام نہیں ہے۔ ہمارا یہاں جو process ہے اسے adopt کرتے ہوئے اسے committee میں بھیجیں گے، وہاں discussion ہو گی، وہاں اگر کوئی amendment propose ہو گی تو واپس دوسرے ایوان میں جائے گی، وہاں وہ پھر اپنی کمیٹی میں لے کر جائیں گے۔ اب اس طرح انہیں ہم روک نہیں سکتے، ہم اُس ایوان کے کسی معاہدے کے پابند نہیں ہیں، وہ اُس ایوان کا اپنا معاملہ ہے، وہ ہمارے لیے معزز ایوان ہے، وہ اپنا کام کریں گے، ہم اپنا کام کریں گے۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب والا! میں نے آپ سے جو بات کی ہے کہ ہم اسے amicably کریں، we want to support you, we want to accept it, یہ نہیں ہے کہ we don't want to accept it. اگر آپ چاہتے ہیں تو refer it to the committee.

جناب چیئرمین: جناب والا! یہ سارے committee میں جا رہے ہیں، یہ pass نہیں ہو رہے۔ میں ایوان کو یہ بھی بتا دوں کہ اس میں two Bills ہیں وہ already ان کی committee سے بھی ہو کر آئے ہیں لیکن یہاں پھر کمیٹی میں جائیں گے، وہاں سب پارٹیوں کی

نمائندگی ہے، وہاں جو بھی amendment آئے گی، واپس Lower House میں یہ چلے جائیں گے۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani: O.K.

Mr. Chairman: O.K. That is the law and that is what we are saying. Tarar Sahib.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! کچھ ice melting ہوئی ہے، اس میں تھوڑا پانی اور بہہ جائے گا۔

جناب چیئرمین: اُس ایوان سے ہمارا کوئی کام نہیں ہے، وہ ایوان ہمارے لیے اتنا ہی محترم ہے، ہم اپنے ایوان کے ذمہ دار ہیں، وہ کام کریں گے جو قانون کے مطابق ہے، ایسا کوئی قانون نہیں ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ہم بھی اپنے ایوان کے ہیں اور اسی لیے ہم سمجھتے ہیں کہ جو ہماری majesty ہے، اس پر کسی قسم کا کوئی مسئلہ ہے۔۔

جناب چیئرمین: وہ ہمارے ایوان کے کام میں مداخلت نہیں کرتے اور ہم بھی یہ نہیں کریں گے، یہ norms ہیں۔

Now I put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is unanimously carried. Order No.5. Mr. Zaheer-ud-Din Babar Awan, Adviser to the Prime Minister on Parliamentary Affairs, on his behalf Mr. Ali Muhammad Khan, Minister of State for Parliamentary Affairs, please move Order No.5.

جناب علی محمد خان: جناب والا! قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے، سب ایک page پر ہیں۔ کل وہاں جو agreement ہوا یا جو discussion ہوئی، میں نے ہال کے اندر خود شہباز شریف صاحب سے اس پر بات کی، ان کے knowledge میں بھی لے کر آیا اور ان کے لیڈر بلاول بھٹو زرداری صاحب سے بھی بات کی بلکہ میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ اب آپ کی دعائیں بھی اس میں چاہییں۔ جناب والا! سپیکر صاحب کی بننے والی کمیٹی میں چاروں، پانچوں جماعتوں کی

senior leadership موجود ہے، انہوں نے یہ فیصلہ لینا ہے کہ Senate Standing Committee میں ساری amendments آ جائیں یا پھر آپ لوگ amendment ڈال کر واپس بھیج دیں،

so that is the routine procedure.

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے،

The Federal Medical Teaching Institutes Bill, 2021

Mr. Ali Muhammad Khan: Mr. Chairman, I want to move that the Bill to re-organize the Federal medical teaching institutes and teaching hospitals thereof [The Federal Medical Teaching Institutes Bill, 2021], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: The Bill stands referred to the Standing Committee concerned.

میں نے Secretariat سے پوچھا تو مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ National Assembly کی standing committee میں بھی گیا تھا، یہ ان bulldozed Bills میں سے نہیں تھا، پھر بھی کمیٹی میں آپ دیکھ لیں۔

Order No. 7. Mr. Zaheer-ud-Din Babar Awan, Adviser to the Prime Minister on Parliamentary Affairs, on his behalf Mr. Ali Muhammad Khan, please move Order No. 7.

The National Institute of Health (Re-organization) Bill, 2021

Mr. Ali Muhammad Khan: Sir, I want to move that the Bill to re-organize and create the National Institute of Health [The National Institute of Health (Re-organization) Bill, 2021], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? No. The Bill stands referred to the Standing Committee concerned. Order

No. 9. We may now take up Order No. 9. Sheikh Rashid Ahmed, Minister for Interior, on his behalf Mr. Ali Muhammad Khan, Minister of State for Parliamentary Affairs, please move Order No. 9.

The Mutual Legal Assistance (Criminal Matters) (Amendment) Bill, 2021

Mr. Ali Muhammad Khan: Sir, I want to move on behalf of Sheikh Rashid Ahmed, Minister for Interior that the Bill further to amend the Mutual Legal Assistance (Criminal Matters) Act, 2020 [The Mutual Legal Assistance (Criminal Matters) (Amendment) Bill, 2021], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? No. The Bill stands referred to the Standing Committee concerned. Order No.11. Senator Dr. Muammad Farogh Naseem, Minister for Law and Justice on his behalf Mr. Ali Muhammad Khan Sahib, Minister of State for Parliament Affairs please move Order No.11.

The Enforcement of Women's Property Rights (Amendment) Bill, 2021

Mr. Ali Muhammad Khan (Minister of State for Parliamentary Affairs): Thank you. I want to move on behalf of Dr. Muhammad Farogh Naseem, Minister for Law and Justice that the Bill to amend the Enforcement of Women's Property Right Act, 2020, [The Enforcement of Women's Property Rights (Amendment) Bill, 2021], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? The Bill stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 13. We will now take up Order No. 13 which is further consideration of the following motion moved by Mr. Shaukat Fayaz Ahmed Tarin, Minister for Finance and Revenue, on 11th June, 2021, that the Senate may make recommendation to the National Assembly on the Finance Bill, 2021, containing the Annual Budget Statement, as required under Article 73 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

جناب چوہدری اعجاز صاحب۔جی ٹھیک،last dayاپوزیشن کاہی کر رہے تھے۔جی۔

Further discussion on the Budget 2021-22

Senator Ejaz Ahmed Chaudhary

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: جناب چیئرمین! شکریہ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بجٹ نہایت ہی اہم documentہے اور اس میں اللہ رب العزت کے نام نامی کے علاوہ حضور نبی کریم ﷺ کا نام بھی تحریر ہوا ہے اس لیے اسbudget bookکا احترام بھی لازم ہے۔میں آج اپنی گفتگو کا آغاز حکیم الامّت، مفکّر پاکستان علامہ محمد اقبال کی ایک نظم الارض للہ سے کرتا ہوں؛

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے باد سازگار
خاک یہ کس کی ہے، کس کا ہے یہ نور آفتاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشہء گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟
دہ خدایا! یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں
تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں، میری نہیں

جناب چیئرمین: جو معزز اراکین کھڑے ہیں، Chair کی طرف پشت نہ کریں اور تشریف رکھیں، جی۔

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: حضور! یہ نظم الارض للہ اس بات کا حتمی اعلان کرتی ہے کہ یہ زمین اور کائنات کی پوری ملکیت اللہ رب العزت کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہے۔ اگر آج یہ پوچھا جائے کہ اتنے ایکڑ اور اتنی بڑی جاگیر کس کی ہے؟ اس سے پہلے کس کی تھی؟ اس کے باپ کی۔ اس سے پہلے کس کی تھی؟ اس کے باپ کی۔ اس سے پہلے کس کی تھی؟ اور آپ چلتے چلے جائیں تو آپ کو بالآخر اندازہ ہوگا کہ یہ زمین رب العالمین کی ہے لیکن وہ وطن عزیز جو قائداعظم محمد علی جناح کی فلاحی ریاست کے طور پر معرض وجود میں آیا اس میں آج تک جاگیریں قائم ہیں اور big land holdings قائم ہیں۔ جو سیاسی جماعتیں اقتدار میں رہی ہیں کہ اگر وہ چاہتیں تو اصلاحات کر سکتی تھیں، جنہوں نے اعلان بھی کیے، جن کے منشور کا حصّہ بھی تھا۔ آزادی کے وقت جو دو ملک بنے تھے ان میں سے دوسرے ملک میں یہ کچھ ہو چکا ہے اس لیے وہاں پر ایسے مسائل نہیں ہیں جو مسائل آج ہمارے کاشتکار اور کسان کو درپیش ہیں۔ اس لیے میں آج آپ سے سب سے پہلی بات کسانوں کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں اس لیے کہ پاکستان کی 65 سے 70 فیصد آبادی زراعت سے تعلق رکھتی ہے اور وہ کسان، جفاکش، ہاری اور کھیت مزدور ہے۔ صرف پنجاب میں کھیتوں میں کام کرنے والی مزدور خواتین 84 لاکھ ہیں اسی لیے میں سب سے پہلے ان کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ تحریک انصاف کی حکومت نے ان کو اہمیت دی ہے اور میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے یہ بات آٹھ ماہ سے مسلسل کہہ رہا ہوں کہ گزشتہ پونے تین برس کے اندر پاکستان کے کسان کو ہر فصل میں منافع ہوا ہے۔ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ فلاں فصل کا ٹارگٹ پورا نہیں ہوا لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسان کو منافع نہیں ہوا۔ اس میں تحریک انصاف کی پالیسیوں کا عمل دخل ہے جن کی وجہ سے اس آخری سال کے اندر 11 سو ارب روپیہ زرعی معیشت میں داخل ہوا ہے۔ اگلے بجٹ میں کسان کے لیے کیا خوبیاں ہیں اس حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 90 فیصد کسان جو 10 سے 12 ایکڑ زمین کے مالک ہیں انہیں یہ موقع فراہم ہوگا کہ وہ بلاسود قرض حاصل کر سکیں گے اور دو مرتبہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ لے کر آڑھتیوں سے اپنی جان چھڑائیں گے۔ وہ مہاجن ہے جو اس کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور 5 روپے کی چیز مارکیٹ میں لا کر 40 روپے میں بیچتا ہے چنانچہ کسان کو یہ سہولت فراہم کی جارہی ہے کہ وہ سال میں دو مرتبہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ

قرض لے اور اسے اپنیinputsمیں استعمال کرے اور پھر براہ راست مارکیٹ میں جاسکے۔اسی طرح ٹریکٹر اور زرعی آلات کے لیے بلاسود قرضہ فراہم کیا جارہا ہے تاکہ وہ اپنی کاشت کو بڑھائے اورper acre yieldکو بڑھائے۔ اسی طرح آپ کو معلوم ہے کہ community storageکا تصور پیش کیا تاکہ اس کی فصل جو بروقت مارکیٹ میں نہیں پہنچ سکتی اسے community storageمیں جاکر رکھ سکے۔12 ارب روپے فوری زرعی ضروریات کے لیے رکھے ہیں۔اس طرح کسان اپنی فصل کے لیے پوری صلاحیت رکھتا ہے کہ اس میں بڑھوتری اور اضافہ کرسکے۔

دوسری بات جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ شہروں کے اندر 40 سے 60 لاکھ گھرانوں کو بلاسود قرض دیا جارہا ہے تاکہ وہ اپنا کاروبار کرسکیں اور اس کے نتیجے میںemploymentبڑھ سکے اور ہر گھر کے اندر اسی تعداد میں جو میں پہلے عرض کرچکا ہوں ایک ہنرمند کو حکومت اپنے خرچے پر تربیت دے گی تاکہ وہ جو بھی کاروبار کرے اس کے پاس اس کا ہنر موجود ہو چنانچہ ایک سال میں کم از کم 40 لاکھ اور 40 سے60 لاکھ گھرانوں کے اندر اپنا کاروبار کرنے کی صلاحیت پیدا ہوسکے گی۔آج یہ ایک ایسا انقلابی قدم ہے کہ شہروں کے اندCOVIDکے نتیجے میں پاکستان میں جو اثرات مرتب ہوئے ہیں اور جن مشکلات سے لوگ گزر رہے ہیں ان کے لیے یہ بہترین راستہ ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ کا طالب ہوں۔ تیسرا نکتہ جس کا اس شخص کو پتا ہے جو بے گھر ہے یا پھر میری طرح کرایے کے مکان میں زندگی بسر کرتا ہے۔اس ایوان بالا میں لوگوں کی شاید ہی ایسی کیفیت ہو جو بے گھر لوگوں کی ہوتی ہے۔اس لیے میں اپنے ان احباب سے اس معزز ترین ایوان میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ جوPakistan Housing Schemeہے اس کا مذاق نہ اڑایا کریں اور کبھی بھی اس میں مذاق کا پہلو نہ رکھیں کیونکہ اس چیز سے اس کا دل دکھتا ہے جو اس اسکیم کے ذریعے اپنا گھر بنانے کے بارے میں خواب دیکھ رہا ہے ورنہ اس ملک میں کروڑوں لوگ،لاکھوں خاندان ہیں جو کرایے کے گھروں میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں یا بے گھر ہیں ان کے لیے یہ اسکیم بنائی گئی ہے۔میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں اس اسکیم کے آنے سے پہلےhouse financing 0.4% تھی جو ترقی یافتہ ممالک کے اندر80سے84فیصد ہوتی

ہے۔ جہاں پر لوگ چاہے چھوٹے یا بڑے ہوں اپنے گھروں میں رہتے ہیں۔ اس سکیم میں تقریباً 300 billion کی investment ان شاء اللہ ہو گی۔ ایک آدمی 20 لاکھ تک قرضہ حاصل کر سکتا ہے۔ تین سے پانچ فیصد تک سود ادا کرے گا۔ تین لاکھ حکومت کی طرف سے بھی دیا جائے گا۔ 15, 20 and 25 سال کی اقساط ہوں گی۔ 5, 7 ہزار سے 10, 12 ہزار روپے تک جو کرایہ دیتا ہے اور مالک آ کر اس کے سر پر کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے بچے کے لیے دوا نہیں ہوتی اور اس کی سکول کی فیس بھی نہیں ہوتی لیکن اس گھر میں رہنے کے لیے اس کو کرایہ دینا پڑتا ہے۔ اب وہ یہ کیسے کر سکتا ہے کہ وہ اپنا گھر بنا لے۔ اس کے نتیجے میں State Bank of Pakistan نے کمرشل بنکوں کے لیے پانچ فیصد کی سہولت بھی فراہم کر دی ہے۔

جناب چیئرمین! میں کبھی بھی ادب آداب سے باہر بات نہیں کروں گا۔ گزشتہ روز اپوزیشن لیڈر خطاب فرما رہے تھے۔ انہوں نے پاکستان ہاؤسنگ سکیم کے اوپر بڑی تنقید کی ہے۔ میں بصد ادب ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 35 برس پہلے ان کی حکومت نے بھی پچاس کروڑ روپے گھروں کی تعمیر کے لیے رکھے اور ان کا حال یہ ہے جو ایوان میں بہت سارے دوست جانتے ہیں۔ کینال بنک پر ڈاکٹر ہسپتال سے تقریباً ایک کلومیٹر آگے جائیں بائیں طرف آپ کو کھنڈرات نظر آئیں گے۔ قصور جائیں چونیاں تحصیل کے اندر آپ کو کھنڈرات نظر آئیں گے۔ میں 35 سال پہلے پچاس کروڑ روپے کا حساب مانگنا چاہتا ہوں۔ کیا ہوا؟ پورے پنجاب سے 35 سال کے پرانے پچاس کروڑ روپے کا آج تک کسی نے سوال نہیں اٹھایا۔ میں اس ایوان بالا کے اندر اس سوال کو اٹھا رہا ہوں۔ ان پچاس کروڑ روپے کا کون حساب دے گا یعنی وہ بھوت بنگلے ہیں۔ کوئی ان میں نہیں رہتا۔ یہ کیا ہوا ہے؟ اگر میں کرپشن پر بات کروں گا تو میں کسی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا۔ جناب چیئرمین!

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نہ ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جناب چیئرمین! میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں آپ اس کو سن لیں۔ یہ کوئی انسانی حقوق کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس کائنات کے اندر دو طریقے ہیں انسان کو قانون کے تابع کرنے کے

لیے، ایک خوف خدا اور دوسرا خوف قانون۔ اس ملک کے اندر سارے دولت مندوں کے انسانی اور بنیادی حقوق ہیں۔ غریب، مزدور اور کم آمدنی والے کے بنیادی اور انسانی حقوق نہیں ہیں۔ دنیا کے اندر آج مجھے کوئی فارمولا بتادیں جو سوسائٹی اور معاشرہ اپنا حصہ ریاست اور حکومت کو چلانے کے لیے ٹیکس کی مد میں نہیں دے سکتا تو آپ مجھے بتائیں ملک کیسے چلیں گے۔ یہاں پر یہ کہا گیا کہ ایک ایسا قانون لایا جارہا ہے جس کے نتیجے میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوگی۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ میں 65برس کا ہوں اور 45برس مجھے اس بات کو سنتے ہوئے گزر گئے کہ CBR and FBR کو ختم کردیں از خود آپ کے taxation میں اضافہ ہوجائے گا۔ سارے چیمبرز، تاجر تنظیمیں اور انجمنیں اس بات کو کہہ رہی ہیں اور یہ ریکارڈ پر موجود ہے اور کوئی اس بات کی تردید نہیں کر سکتا کہ وہ FBR کو بیچ میں سے ہٹادیں از خود ٹیکس بڑھ جائے گا لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ یہاں پر اس قانون کی مخالفت کیوں کی جارہی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے سامنے کچھ اعداد و شمار رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ FBR کے اعداد و شمار سے میں نے اخذ کیے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ صرف 29لاکھ لوگ return جمع کراتے ہیں جو ہماری پوری population کا 1.31فیصد ہے۔ 22 کروڑ کے ملک کے اندر 29لاکھ لوگ ٹیکس دیتے ہیں۔ ان میں سے 62فیصد nil return جمع کراتے ہیں یا nil کے قریب ترین return جمع کراتے ہیں۔ تو آپ اندازہ کریں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ 42.12فیصد تنخواہ دار افراد return جمع کراتے ہیں اور ٹیکس دیتے ہیں۔ 54.06فیصد غیر تنخواہ دار یعنی proprieties, professionals وہ دیتے ہیں۔ 2.26% Association of persons ٹیکس دیتے ہیں۔ 71فیصد ان ٹیکس فائلرز میں پانچ لاکھ سے کم آمدنی show کرتے ہیں۔ صرف 1.56فیصد کمپنیاں ہیں جو اپنا کاروبار دکھاتی ہیں۔ یہ سارا ایوان اس بات کو سن لیں کہ اس ملک کے اندر صرف 44609 Tax filers ہیں جو ستر لاکھ سے زیادہ آمدنی show کرتے ہیں۔ چنانچہ FBR کے مطابق 2019 میں 33فیصد direct tax ہے۔ ان میں سے 82فیصد withholding tax ہے۔ چنانچہ 5.78فیصد direct tax ہے۔ جناب چیئرمین! آپ بتائیں ملک کیسے چلے۔ میں ابھی کرپشن پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ اگر آج FBR کا کردار ختم کردیا گیا تو کس کے بنیادی حقوق متاثر ہو رہے ہیں۔ مجھے بتایا جائے۔ اگر گرفتاری کے خوف کے نتیجے میں کچھ لوگ ٹیکس دے دیں گے تو کس کے

بنیادی حقوق متاثر ہوں گے۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوگوں کا اعتماد اس سسٹم پر نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے سسٹم تبدیل کیا ہے۔ وزیر خزانہ اس کی وضاحت کر چکے ہیں کہ کوئی اسسٹنٹ کمشنر گرفتار نہیں کر سکے گا۔ صرف ملک کے اندر وزیر خزانہ ہوگا جس کے پاس ان سارے systems سے گزر کر اور خود میں ان تاجر انجمنوں اور چیمبرز کو جانتا ہوں جو یہ کہا کرتے تھے کہ independent Auditors سے 3rd person evaluation کرا لی جائے۔ تو آپ مجھے بتادیں کہ اس کے اندر کیا پریشانی ہے۔ کیوں ہم ٹیکس نہیں دینا چاہتے۔ کس طرح اس مملکت کو آپ چلانا چاہتے ہیں۔ کیوں قرضے اور بھیک مانگ مانگ کر ہم اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں آپ سے بصد ادب عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس issue پر بالکل سیاست نہ کی جائے اور ٹیکس کے نظام کو تبدیل کر کے دیکھ لیں۔ آپ کے پاس یہ اختیار ہے۔ ایک سال کے اندر یہ workable نہیں ہوتا۔ تو اس ایوان کے اندر میں کھڑے ہو کر اس کی مخالفت کروں گا۔ جناب چیئرمین! یہاں پر ظفر اقبال صاحب کا شعر دو تین دن پہلے پڑھا گیا تھا۔ ظفر اقبال صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ

جھوٹ بولا ہے تو قائم بھی رہو اس پر ظفر
آدمی کو صاحب کردار ہونا چاہیے

جناب چیئرمین! میں سوچتا ہوں اور سنتا ہوں کہ فلاحی ریاست کا وہ تصور جو قائد اعظم محمد علی جناح نے پیش کیا تھا۔ عمران خان نے کہا کہ میں اس ملک میں مدینہ جیسی ریاست قائم کرنا چاہتا ہوں۔ میں بڑے علماء اور اہل دین کو بھی دیکھتا ہوں کہ اس کے اوپر بے نقد تبصرے کر رہے ہوتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ جن نبی کریم ﷺ کے ہم ماننے والے ہیں اور آپ ﷺ نے جس طرح کی زندگی گزاری ہے مدینہ کی ریاست کا تذکرہ کرنا راہ نجات ہے۔ اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرنا راہ نجات ہے۔ اس کے لیے کوئی کام کرنا بھی راہ نجات ہے۔ ہر وہ فرد جو اس کے اوپر تبصرہ کرتا ہے آخرت میں اپنا جواب سوچ کر رکھے کہ وہ اپنے رب کے حضور جائے گا تو اس بات کا کیا جواب دے گا۔ اس لیے جناب عمران خان کے اندر آپ جتنے چاہیں نقائص نکالیں لیکن ہر انسان اپنے منہ کی کہی ہوئی بات کا مکلّف ہے۔ اپنے کردار کا اور بیتے ہوئے وقت کا مکلّف ہے۔ میں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے آکر یہ کہا کہ ہم کفایت شعاری کریں گے۔

جناب چیئرمین: چوہدری صاحب! ساتھ ساتھ گھڑی بھی دیکھتے رہیں۔ بڑی مہربانی۔

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: جناب چیئرمین! مختصر نکات رہ گئے۔

جناب چیئرمین: ان شاء اللہ۔

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اس ملک میں کیا ہوتا رہا ہے۔ 2018 میں Prime Minister House کے expenditure میں عمران خان نے آکر 49% کمی کی۔ PM Office کے اخراجات میں 29% کمی کی اور 2018 اور اس سے قبل جو اس ملک کے وزیراعظم تھے ان کے لئے انہوں نے جو Total expenditure کیا وہ کتنا تھا؟ وہ 590 million per-annum. تھا، نوٹ کرلیں جبکہ عمران خان نے 339 million 2019 میں اور 2020 میں 280 million، کسی کو شک ہو تو ان اعداد و شمار کو آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

اب آجائیں وزیراعظم کے دفتر کی طرف، میں پھر نام نہیں لیتا، کسی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا لیکن 2018 سے پہلے جو وزیراعظم تھے۔ Expenses 514 million اور عمران خان نے 2019 میں 305 million اور 2020 میں 334 million. حضور یہ سفر ہے اس راستے کی طرف جو قائداعظم محمد علی جناح نے فلاحی ریاست کا تصور پیش کیا تھا۔ عمران خان کا کوئی Camp Office نہیں ہے اور جناب! پیپلز پارٹی کے دورحکومت میں پانچ camp offices تھے ایک وزیراعظم صاحب کے، ٹھیک ہے؟ تین لاہور میں اور دو ملتان میں اور ان کا خرچہ کتنا تھا؟ 570 million۔

جناب! پیپلز پارٹی کے دورحکومت میں صدر مملکت کے دو camp offices تھے لاڑکانہ اور نوڈیرو میں اور خرچہ کتنا تھا؟

3.60 ارب روپے اور 245 گاڑیاں زیراستعمال تھیں اور 656 security officials تھے، اس غریب قوم کے سر پر ذرا بوجھ ملاحظہ فرمائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اس کے بعد آپ اپنے time پر بات کریں، ایوان کا ماحول نہ خراب نہ کریں۔ جی چوہدری صاحب، Time کو بھی دیکھیں please.

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: حضور یہ اس قدر اہم بات ہے اس غریب قوم کی، اس کو کوئی نہیں کرے گا۔ میں تو مہذب، مؤدب اور between the lines بات کر رہا ہوں، میں تو کسی کا نام بھی نہیں لے رہا ہوں تو پھر کیوں پریشانی ہے۔

گرچہ میں سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغوں نے مجھے

کیا بات کر رہے ہیں؟ ویسے ہی میں مختصر کیے دیتا ہوں کیونکہ زحمت میں کسی کو نہیں دینا چاہتا۔ پھر PML(N) کے جو وزیراعظم تھے ان کا ایک camp office رائے ونڈ میں تھا۔ چیئرمین صاحب! میں لاہوریا ہوں، ہر چیز کو جانتا ہوں۔ اڈہ پلاٹ سے لے کر مل موڑ تک ہر چیز کو جانتا ہوں۔ صرف یہاں figures دے رہا ہوں، 4.30 billion, 2717 police officials اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یہ سارا تماشا میں نے اور پنجاب کے جو وزیراعلیٰ تھے دو camp offices ان کے اور 572 million اس غریب قوم کے اور عمران خان کا کوئی camp office نہیں ہے۔

زرداری کا، میں اب بات نہیں کرتا، نام میں نے نہیں لینا تھا۔ اب آجائیں کہ کس طرح اس غریب قوم کے پیسے کو سیر سپاٹے میں برباد کیا گیا۔ پیپلز پارٹی کے صدر مملکت نے US$11.73 million اور 134 دورے، ملاحظہ فرمائیں۔ پھر میں نام نہیں لیتا، ان کے وزیراعظم نے $7.02 million اور 47 دورے۔ اس کے بعد PML(N) کے جناب وزیراعظم تھے $17.7 million اور 92 دورے۔ جس نے پوری دنیا میں پاکستان کے سبز ہلالی پرچم کو بلند کر دیا اور United Nations میں، OIC میں ہر بین الاقوامی اور امت مسلمہ کے مسئلے پر گفتگو کر کے پاکستان کی عزت بڑھائی، پرچی لے کر نہیں بیٹھے۔ جس کی تعریف امریکہ کے صدر نے کی اور ان کا خرچہ آپ ملاحظہ فرمالیں، $1.3 million اور صرف 28 دورے۔ یہ ہے اس فلاحی ریاست کی طرف اور اب آجاتے ہیں توشہ خانہ کی طرف۔ یہ شیر مادر نہیں ہے۔ یہ قوموں کے درمیان امانت ہے۔

حضور برا نہ منائیں، میں نام پھر نہیں لیتا، وہ یہاں پورے نظام کو جل دے کر تشریف لے گئے تھے، ان کی صحت اچھی نہیں تھی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: افنان صاحب! تشریف رکھیں، ماحول خراب نہ کریں۔ چوہدری صاحب! wind up کریں۔

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: جناب! میں کسی کا نام تو نہیں لے رہا، میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب چیئرمین: چوہدری صاحب! بس wind up کرلیں۔ وقت بہت ہوگیا، آپ کے باقی ساتھی بھی بیٹھے ہیں۔ جی جی، ابڑو صاحب! please تشریف رکھیں۔

Senator Ejaz Ahmad Chaudhary: BMW-750LI, BMW-760LI...

(Interruption)

Mr. Chairman, gifted by different states, which were taken home by paying sum of Rs.93 lacs, that is, 9.3 million rupees only.

ٹھیک ہے جی، میں Leader of the Opposition کا بہت احترام کرتا ہوں اس لئے وہ ذکر میں نہیں کرتا۔ وہ تشریف لے گئے ہیں؟ میں معافی چاہتا ہوں۔ I stand corrected.

جناب چیئرمین: جی، جی چوہدری صاحب! please.

سینیٹر اعجاز احمد چوہدری: اس کے مقابلے میں عمران خان کو ایک بہت مہنگی گھڑی 16.5 million کی، Gold plated کلاشنکوف ملی اور وہ توشہ خانہ میں جمع کرادی گئی۔ یہ فرق ہے۔ کیوں اتنے پریشان ہیں، یہ حقائق ہیں۔ ان کو معلوم ہے۔ یہ کیوں اس پر پریشان ہیں؟ میں نے کوئی بات حقیقت کے علاوہ نہیں کہی ہے۔ اپنی بات اس آخری گزارش پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کو غریبوں کے لئے ایک آسان ملک بنائیں ورنہ وہ وقت دور نہیں ہے کہ ایوانوں کے اندر یہ ارب پتی لوگ اور دولت مند لوگ اور طاقت ور لوگوں کی طاقت صفر ہوکے رہ جائے گی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: مہربانی جی۔

A group of 17 members of Coalition for Inclusive Pakistan (CIP) is sitting in the Visiting Gallery. Welcome to the House.

جناب سینیٹر مشتاق صاحب۔ دھواں دار تقریر سنیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: نہیں جی، دھواں دار نہیں، آرام سے۔

جناب چیئرمین: ہم چاہتے ہیں کہ ایوان کا ماحول بھی ٹھیک رہے، tense نہ رہے۔

جناب چیئرمین: جناب مولانا! آگئے ہیں؟ چیونگم نہ چبائیں ایوان میں مہربانی ہوگی۔ شکریہ۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: الحمدللہ رب العالمین۔ والعاقبتہ للمتقین۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) وہ لوگ اگر ہم ان کو زمین میں اختیار دے دیں تو وہ نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ دیں اور نیک کام کا حکم کریں اور برے کاموں سے روکیں۔ صدق اللہ العظیم۔ جناب چیئرمین! میں، پاکستان کا جو بجٹ پیش ہوا ہے، پی ٹی آئی کی حکومت کا تیسرا بجٹ پیش ہوا ہے، اس پر تین پہلوؤں سے بات کروں گا۔ یہ political rhetoric نہیں ہوگا بلکہ اس بجٹ میں جو اعداد وشمار، معلومات دیے گئے ہیں، ان ہی کی بنیاد پر ہوگا۔ ایک یہ کہ کیا یہ بجٹ پاکستانی معیشت کے key challenges کا جواب ہے یا اس کی طرف سفر ہے؟

دوسرا یہ کہ بحیثیت خیبر پختونخوا کے سینیٹر کے، کیا اس میں خیبر پختونخوا کے لیے کچھ ہے؟ ان کے آئینی اور مالی حقوق ہیں؟ تیسرا یہ کہ بحیثیت ایک parliamentarian حکومت کو کچھ تجاویز، مشورے دوں کہ وہ کیسے ملک کی معیشت کو track پر لاسکیں، اس میں کچھ contribute کرسکیں۔ میں معیشت پر ان تین پہلوؤں سے بات کروں گا لیکن اس بجٹ کے بارے میں پہلے کچھ اصولی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

نمبر ا، یہ بجٹ کچھ assumptions پر مشتمل ہے جن کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ یہ پاکستان کی تاریخ کا risky بجٹ ہے۔ اس میں 4 trillion کا خسارہ ہے، یہ آئی ایم ایف اور دوسرے special bonds سے پورا ہوگا جو حکومت نے float کیے ہیں۔ آئی ایم ایف نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے اپنا 6th review postpone کردیا ہے، حکومت پہلے بجٹ میں اپنے projections and assumptions کو تین ماہ میں ثابت کرے، اس کے بعد ہم فیصلہ کریں گے کہ اس پروگرام کو جاری رکھیں یا نہیں۔ فرض کریں حکومت اپنی projections and assumptions ثابت نہیں کرتی اور آئی ایم ایف کا پروگرام جاری نہیں رہتا، بجٹ کا

1/3 حصہ خسارہ آئی ایم ایف سے آتا ہے تو بجٹ کا کیا بنے گا، بجٹ تو ختم ہو جائے گا۔ یہ بجٹ risky ہے اور ایسے مفروضوں کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

نمبر۲، دوسرا assumption یہ ہے کہ مالی سال 2021-22 میں remittances کا اندازہ 3.3 trillion لگایا گیا ہے۔ کبھی بھی پاکستان کی remittances اتنی بڑی تعداد میں نہیں آئیں۔ تقریباً 29 billion dollar remittances آئی ہیں، انہوں نے 31.3 ارب ڈالر اگلے سال کا تخمینہ لگایا ہے، اسی کی بنیاد پر بجٹ بنایا ہے۔ 29 billion dollar remittances اس لیے آئے ہیں کہ یہاں پر شدید مہنگائی ہے، جہازوں کا آنا جانا بند ہے تو ساری حکومتی channel سے لوگ لا رہے ہیں۔ جب کورونا ختم ہو جائے گا، معمول کی زندگی واپس آ جائے گی، لوگ اپنے پاس کچھ بچا کر بھی رکھیں گے تو یہ ناممکن ہے کہ more than 3 trillion dollars' remittances پاکستان آسکیں، اس لیے بھی دوسرا assumption ہے۔

جناب چیئرمین! ایک اور بات جو کہ بڑی خطرناک ہے، وہ Financial Times اخبار نے شوکت ترین صاحب کے حوالے سے report کی ہے کہ انہوں نے امریکی حکام سے کہا ہے کہ آئی ایم ایف کے حوالے سے ہمیں relief دیں، ہم افغانستان میں آپ کو relief دیں گے۔ امریکی حکام نے رضامندی ظاہر کی ہے کہ ہم آئی ایم ایف کو سمجھا دیں گے، آپ ہمارے ساتھ Afghan military operation میں تعاون کریں۔

ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ایک بار پھر پاکستان کا کندھا امریکہ کے لیے استعمال ہو رہا ہے اور کتنے dollars میں استعمال ہو رہا ہے؟ اس کی تفصیلات آنی چاہییں کہ اس Finance Bill میں امریکہ کے ساتھ آئی ایم ایف کے حوالے سے کیا معاہدہ کیا گیا ہے۔ کیا ان کو ground lines of communication, air lines of communication دیئے جا رہے ہیں؟ کیا اس بنیاد پر چند ڈالر دیئے جا رہے ہیں؟

جناب چیئرمین! تین باتیں کر کے اُن تین issues پر آؤں گا۔۔۔

جناب چیئرمین: میں نے کہا کہ آخری بات کر رہے ہیں، اللہ خیر کرے۔

سینیٹر مشتاق احمد: اعجاز چوہدری صاحب نے 27 منٹ تقریر کی، وہ میرے بڑے ہیں، میں ان سے دو منٹ کم تقریر کروں گا۔ پی ایس ڈی پی کا 900 ارب روپے کا بجٹ ہے، یہ پاکستان کے کل بجٹ کا 11 فیصد ہے، 11 فیصد ترقیاتی بجٹ ہے اور current expenditure 89% ہے۔ 11% ترقیاتی بجٹ GDP کا 1.7% ہے۔ جو ملک اپنی GDP 1.7% ترقی پر لگاتا ہے تو کیا یہ غریبوں کا بجٹ ہے؟ کیا یہ ترقی کا بجٹ ہے، یہ پاکستان کو آگے لے جانے کا بجٹ ہے؟ یہ ترقی کا بجٹ، غریبوں کا بجٹ اور پاکستان کو آگے لے جانے والا بجٹ نہیں ہے۔

اب میں اس پر آتا ہوں کہ کیا پاکستان کی معیشت کے key challenges کا جواب اس بجٹ میں ہے۔ Key challenges یہ ہیں، No. 1, low growth rate, No.2, National debt and servicing, No. 3, inflation and unemployment, No. 4, trade, current account and fiscal deficit, circular debt and No. 5, bleeding State-Owned Enterprises (SOEs). اب ایک ایک جملے میں ان کی تفصیل بتا دیتا ہوں۔

نمبر ا۔ کم شرح نمو: حکومت کہتی ہے کہ 2021 میں ہمارا growth rate 3.9 تھا، جسے کوئی نہیں مانتا۔ اگلے سال ہمارا growth rate کا target 4.8% ہے جبکہ آئی ایم ایف، جو ایک طرف سے پاکستانی معیشت کو monitor کر رہا ہے، وہ کہتا ہے کہ growth rate 1.5% ہوگا۔ وہ آئی ایم ایف جس نے پاکستان کا growth rate 1.5% forecast کیا ہے، وہ انڈیا کا، جو ہم سے بدترین کورونا کی لہر سے گزرا ہے، 11.5%، انڈونیشیا کا 4.8% اور Mexico کا forecast 4.3% کر رہا ہے۔ یہ low growth rate ہے، 22 کروڑ آبادی کو آپ اس growth rate کے ساتھ نہیں چلا سکتے، اس کا مطلب یہ ہے کہ معیشت ICU میں ہے، معیشت ventilator پر ہے اور معیشت بصد احترام quacks کے حوالے ہے۔

No. 2. National debt and servicing:

معیشت کی dependency syndrome اور اس کا parasitic nature ہمیں نظر نہیں آ رہا کہ وہ اس بجٹ میں تبدیل ہوا ہے۔ اس حکومت نے کہا تھا کہ ہم کشکول کو توڑیں گے، ہم آئی ایم ایف کے پاس جانے کی بجائے خودکشی کریں گے۔ انہوں نے قرضوں کا نیا record

قائم کر دیا، کشکول کو نئی بلندیوں سے آشنا کر دیا۔ جب یہ حکومت آئی اور پاکستان کے جتنے قرضے تھے، انہوں نے ان میں تین سالوں میں پچاس فیصد اضافہ کر دیا۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن)، پرویز مشرف کا دور، سارے کے سارے قرضے ملا کر جتنے بھی قرضے تھے، ان میں تین سالوں میں پچاس فیصد اضافہ کر دیا۔ اللہ خیر کرے، ابھی اس حکومت کے دو سال باقی ہیں، یہ قرضوں کو کہاں تک لے کر جائیں گے۔

جناب چیئرمین! 2020-21 میں ایف بی آر کے revenue کا 66% ساہوکار آئی ایم ایف کے پاس چلا گیا۔ 2021-22 میں پاکستان کے revenue کا IMF 60% کے قرضوں اور سود میں جائے گا۔ پورے بجٹ میں، اگر صوبوں کا حصہ منہا کر لیں، تو 4,497 ارب روپے بنتا ہے۔ اس میں سے 3,060 ارب روپے سود میں چلا گیا، تقریباً 1,400-1,500 ارب روپے دفاعی بجٹ میں چلا گیا تو بات ختم ہو گئی۔ ہمارا پورا civilian budget قرضوں پر ہے، پورا civilian budget deficit budget ہے، قرضوں پر ہے، اس لیے میں کہتا ہوں کہ یہ risky budget ہے۔

تقریباً 4 trillion کا خسارہ ہے۔ یہ خسارہ کہاں سے پورا ہوگا، قرضوں سے پورا ہوگا۔ جناب چیئرمین! قرضوں کی صورتحال یہ ہے، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ پاکستان میں ایک قانون Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act, 2005 ہے۔ جس کے مطابق GDP سے 60% سے زائد قرضہ ہو جائے، کوئی حکومت قانونی طور پر قرضہ نہیں لے سکتی۔ اس وقت قرضہ GDP کا 60% نہیں ہے، محتاط اندازے کے مطابق 87% سے 100% کے درمیان ہے۔ ناقابلِ ادا حد میں ہے۔ FRDLA کے مطابق حکومت کوئی قانونی قرض نہیں لے سکتی۔ اگر لے گی تو پارلیمنٹ سے اجازت لے گی۔ میں چار سال سے پارلیمنٹ میں موجود ہوں، کسی نے پارلیمنٹ سے اجازت نہیں لی۔ پاکستانی حکومت غیر قانونی طور پر قرضے لے رہی ہے۔ ان کو قرضے لینے کا اختیار نہیں ہے۔ یہ قرض ایک دائمی مرض ہے، یہ ہتھکڑیاں ہیں، زنجیریں ہیں۔

مجھے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پی ٹی آئی نے ان ہتھکڑیوں، زنجیروں کو مضبوط کر دیا ہے، پاکستان کے قرضوں میں بے انتہا اضافہ کر دیا ہے۔ جناب چیئرمین! تیسری چیز inflation and unemployment ہے۔ وزیر خزانہ بجٹ میں اعلان کرتے ہیں کہ bumper

crop ہو رہی ہے۔ جب bumper crop ہو رہی ہے تو لوگوں کو آٹا کیوں نہیں مل رہا، چینی کیوں نہیں مل رہی، دالیں کیوں نہیں مل رہیں، مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی ہے bumper crop میں تو غذائی اجناس، کچن کی اشیاء سستے داموں لوگوں کو ملنی چاہیے لیکن بدترین مہنگائی ہے۔ Consumer price index کے مطابق اس سال اپریل میں 11.01 فیصد مہنگائی ریکارڈ کی گئی ہے، مہنگائی کا سونامی ہے۔ پٹرول، بجلی، گیس، ڈیزل، ادویات، چاول، چینی، گھی اور دالیں یہ عوام کی دسترس سے باہر ہیں۔ بجٹ میں ان کی کمی کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اس میں اضافے کی نوید سنائی گئی ہے۔

پیٹرولیم لیوی 630 ارب روپے، Gas Infrastructure Development 115 ارب روپے یہ جب ٹارگٹ رکھا گیا ہے اس سے مہنگائی کا سونامی آئے گا، بدترین سونامی آئے گا۔ اس سے عوام پر براہ راست اثر پڑے گا۔ آٹا، چینی اور دودھ کی مصنوعات پر سترہ فیصد سیلز ٹیکس لگایا گیا ہے یہ عوام کی کمر توڑ دے گا۔ جناب چیئرمین! اعجاز صاحب نے بات کی کہ بائیس فیصد direct taxes میں اضافہ اور چھبیس فیصد indirect tax میں اضافہ، Indirect tax غربت کو بڑھاتا ہے، طبقاتی تقسیم کو بڑھاتا ہے، غریب کو کچل دیتا ہے، اس کے نتیجے میں کرائم بڑھتے ہیں، جرائم معاشرے میں بڑھتے ہیں۔ یہ ظلم ہے، یہ غریبوں کا بجٹ نہیں ہے، یہ اشرافیہ کا بجٹ ہے اس لیے کہ اس میں بوجھ غریبوں پر ڈالا گیا ہے۔ غریبوں کی جیبوں سے پیسے لے کر اشرافیہ کو دیئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں دو ملین بچے، نوجوان ہماری job market میں انٹری کرتے ہیں، ان دو ملین کے لیے jobs کی کوئی گارنٹی نہیں دی گئی ہے۔ آپ دیکھیں آپ کو 29 million dollars جو remittances ملے ہیں وہ نوجوانوں کی وجہ سے مل رہے ہیں۔ ان نوجوانوں کے لیے بجٹ میں دس ارب روپے کا ایک head ہے، اس میں نوجوان اور کسان دونوں کو شامل کیا گیا ہے۔ وہ نوجوان جو معیشت کے ڈرائیور ہیں remittances کی صورت میں، ان کے لیے جو دو سے ڈھائی ملین نوجوان، جو بیس سے پچیس لاکھ نوجوان ہر سال مارکیٹ میں jobs کے لیے انٹری کرتے ہیں ان کے لیے کوئی پروگرام نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! اب trade deficit, current account deficit and fiscal deficit پر آتے ہیں۔ یہ بات خوش آئند ہے، ڈاکٹر ثانیہ نشتر بیٹھی ہوئی ہیں باقی تو کوئی نہیں ہے۔ آپ کا جو current account deficit surplus ہو گیا ہے لیکن اس پر خوش ہونے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سال کے پچھلے پانچ مہینوں میں current account deficit وہ current account surplus تھا۔ آخری پانچ مہینوں میں مسلسل deficit میں جا رہا ہے۔ یہ حادثاتی طور پر وقتی طور پر، پہلے پانچ مہینوں میں surplus ہو گیا تھا اور آخری مہینوں میں مسلسل deficit میں ہے۔ اسی طرح اس میں بڑا کردار remittances کا ہے اور ظاہر ہے remittances اچانک بڑھ گئی ہیں جس کی عالمی وجوہات ہیں۔ FBR کے 4.6 trillion انہوں نے اس مرتبہ حاصل کیا ہے بقول ان کے۔ 5.8 trillion یہ اگلے سال کا ہدف ہے جو چوبیس فیصد increase ہے۔ جو FBR 4.9 trillion اس سال حاصل نہیں کر سکا وہ آئندہ سال 5.8 trillion کا ہدف کیسے حاصل کرے گا ہمیں اس کی سمجھ نہیں آ رہی۔ میں نے جیسے کہا کہ یہ assumption کی بنیاد پر risk کی بنیاد پر، مفروضوں کی بنیاد پر بنایا گیا ہے۔ Fiscal deficit 6.3% حکومت خود بتاتی ہے اس صورت میں جب صوبوں کے پاس 570 ارب روپے surplus ہو۔ حالانکہ وفاقی بجٹ میں صوبوں کا کیا کام، وہ تو صوبوں کا ہے، اگر اس کو منہا کر لیں تو یہ fiscal deficit 7.1% ہے۔ Current Account deficit, fiscal deficit and trade deficit جو پاکستان کی معیشت کی اصل امراض ہیں اس کا کوئی علاج یا اس کی طرف کوئی سفر ہمیں نظر نہیں آتا۔

جناب چیئرمین! Circular debt یہ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے آپ دیکھ لیں پی ٹی آئی کی جب حکومت آئی تو circular debt 1100 ارب روپے تھا۔ اب کتنا ہے؟ پچیس سو ارب روپے ہے۔ جناب چیئرمین! پیپلز پارٹی کے دور میں circular debt میں 4.5 million per day اضافہ ہو رہا تھا۔ مسلم لیگ کے دور میں circular debt میں 10 ملین اضافہ ہو رہا تھا۔ پی ٹی آئی کی حکومت میں 41 million per day اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ ٹائم بم ہے، یہ black holes ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کرپشن ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن کرپشن تو ریکارڈ قائم کر گئی۔ Circular debt گیارہ سو سے پچیس سو ارب پر جانے کی دو وجوہات ہیں،

انتظامی نااہلی اور کرپشن ہے۔ انتظامی نااہلی اور کرپشن کو ختم نہ کیا گیا تو اس circular debt کا کوئی علاج نہیں ہے جو پاکستان معیشت پر ایک ٹائم بم پڑا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! پاکستان میں سو سے زیادہ state owned enterprises ہیں اب اس کی صورت حال ذرا دیکھ لیجیئے۔ حکومت نے 628 ارب روپے کی subsidy دی ہے۔ یہ بہت بڑی subsidy ہے، ہم اس پر خوش ہیں لیکن یہ کس کے لیے ہے میرے لیے نہیں ہے، غریب عوام کے لیے نہیں ہے، پاکستانیوں کے لیے نہیں ہے، سفید ہاتھیوں کے لیے ہے۔ نمبر ا۔ سفید ہاتھی، 266 IPP's ارب روپے، واپڈا 245 ارب روپے، K-Electric جس کو قاتل electric کہا جاتا ہے اس کے لیے 85 ارب روپے، ریلوے 42 ارب روپے، پی آئی اے بیس ارب روپے، پاکستان سٹیل سولہ ارب روپے۔ یہ کیا ہے؟ عوام کا پیسہ آپ اٹھا کر واپڈا کو دیتے ہیں۔ عوام کا پیسہ اٹھا کر IPP's کو دیتے ہیں۔ عوام کا پیسہ ریلوے پی آئی اے اور سٹیل ملز کو دیتے ہیں۔ عوام کا پیسہ K-Electric کو دیتے ہیں ایک طرف عوام کو بلوں میں لوٹ رہے ہیں، دوسری طرف جو خزانے میں پیسے جمع ہوتے ہیں وہ آپ اٹھا کر ان کو دیتے ہیں۔ 628 ارب روپے تو عوام پر، صحت پر، تعلیم پر، پانی پر، سڑک پر، بجلی پر اور گیس پر خرچ ہونے چاہیئیں وہ آپ سرمایہ داروں کو دے رہے ہیں یہ ظلم ہے۔ جناب چیئرمین! اس کا کوئی حل اس معیشت میں ہمیں نظر نہیں آتا۔ پاکستان کی معیشت کے جو key challenges ہیں اس کا کوئی حل اس حکومت کے پاس نہیں ہے۔ نہ ان کی سوچ ہے، نہ ان کو فہم ہے، نہ ان کا کوئی roadmap ہے، نہ ان کا کوئی پلان ہے اور نہ ان بنیادی امراض کا کوئی حل دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں خیبر پختونخوا کی طرف آتا ہوں۔ اس بجٹ میں NFC نہیں دیا گیا۔ Article 160 کے تحت یہ دستوری تقاضا ہے۔ اس کے بغیر اس بجٹ کی قانونی حیثیت پر سوالات اٹھ رہے ہیں۔ NFC میں خیبر پختونخوا میں سابقہ فاٹا کی آبادی کو شامل کیا گیا ہے لیکن NFC میں ہماری آبادی کو count نہیں کیا جاتا، یہ تو ظلم ہے۔ پچاس لاکھ آبادی جو عملاً ایک کروڑ ہے، آپ نے اس کو پچاس لاکھ دکھایا ہے۔ آپ نے KP کے اندر merge کر لیا ہے لیکن NFC میں آپ اس کو count نہیں کرتے۔ یہ خیبر پختونخوا کے ساتھ ظلم ہے، Federating Units کے ساتھ ظلم ہے۔ دوسری چیز، Net Hydel profit یہ Article 161 کے تحت

ہمارا حق ہے، کوئی احسان ہمارے اوپر نہیں، یہ ہمارا حق ہے، دستور نے ہمیں یہ حق دیا ہے۔ جناب چیئرمین! 630 ارب روپے کا اس وقت اسلام آباد پشاور کا مقروض ہے۔ IPP's کے 266 ارب روپے، PEPCO کے لیے 245 ارب روپے، K.E کے لیے پچاسی ارب روپے لیکن خیبر پختونخوا کے وہ پیسے جو بجلی کے بلوں میں پاکستانی عوام سے وصول کئے ہیں وہ آپ ان کو نہیں دے رہے۔ Net Hydel profit کا ایک پیسہ بھی اس بجٹ میں مجھے نظر نہیں آرہا کہ حکومت نے دکھایا ہو کہ ہم یہ خیبر پختونخوا کو دیں گے یہ ظلم ہے۔ اب کہتے ہیں National Hydel Profit ہے Qazi Committee Methodology, آفتاب نبی قاضی فارمولا، جس کو CCI نے، جس کو کابینہ نے، جس کو سپریم کورٹ نے، جس کو NFC نے، چار Constitutional Bodies نے endorse کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر اس کے مطابق بجلی کا منافع دیں گے تو پاور سیکٹر بنک کرپٹ ہو جائے گا۔ ہم نہیں دے سکتے، یہ ظلم ہے۔ آپ Federating units اور خیبر پختونخوا کو دیوار سے لگا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! تیسری چیز، نئے newly merged districts یہ تقریباً سات اضلاع merge ہو گئے ہیں۔ ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم سو ارب روپیہ دیں گے اور 30 ارب روپیہ دیں گے۔ پچیسویں آئینی ترمیم میں ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ 130 ارب روپے NFC Award میں دیں گے جو پیسے دیئے گئے ہیں وہ صرف تیس ارب روپے ہیں۔ 130 کی بجائے صرف تیس ارب روپے دیئے گئے ہیں وہ بھی one line block allocation سابقہ فاٹا کو اتنے دیں گے۔ One line block allocation کا مطلب یہ ہے کہ منصوبہ نہیں ہے، کوئی ہسپتال، کوئی یونیورسٹی، کوئی سڑک، کوئی میگا پراجیکٹ، یہ پہلے بنے گا پھر تمام process سے گزرے گا، پھر release ہوگا، پھر utilization ہوگی۔ جب سرے سے کوئی منصوبہ ہی نہیں ہے۔ One liner block allocation ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے خوشنمائی کے لیے، خوشخطی کے لیے، دھوکہ دینے کے لیے، آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے رکھے ہیں یہ عملاً استعمال نہیں ہوں گے۔ سابقہ فاٹا کے لیے بارودی سرنگیں ہیں، ٹارگٹ کلنگ ہے، good and bad Taliban ہیں، missing persons ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ وزیرستان نہیں گئے ہوں گے، مجھے یقین ہے وہ مہمند اضلاع میں نہیں گئے ہوں گے ان کو پتا چل جائے

گا کہ کتنی غربت ہے۔ UNDP کہتا ہے کہ افریقہ کے سب صحارا ریاستوں سے زیادہ غربت آپ کو سابقہ فاٹا میں نظر آئے گی لیکن بجٹ کے اندر ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! PSDP میں خیبر پختونخوا کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے کہ 660 ارب روپے کا PSDP جو پچھلے سال تھا، اس میں خیبر پختونخوا کا حصہ تھا 274 اور اب جب 900 ارب روپے کا PSDP ہے تو خیبر پختونخوا کا حصہ ہو گیا ہے 248، یعنی PSDP بڑھ رہا ہے اور ہمارے صوبے کا حصہ کم ہو رہا ہے۔ یہ کونسا ظلم ہے جو خیبر پختونخوا کے ساتھ کیا جا رہا ہے، آپ نے اس کو مورچہ بنایا ہوا ہے؟ آپ اسے strategic مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں، دہشتگردی کے خلاف جنگ میں frontline، بازوئے شمشیر زن، غیرت مند جنگجو، فاتح لیکن جب بجٹ کی بات آتی ہے تو آپ ان کو ایک پیسا بھی نہیں دیتے، یہ ظلم ہے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح ML-I 1,175 ارب روپے کا منصوبہ ہے، اس کے لیے 6 ارب روپے رکھے گئے ہیں، اس طرح تو دو سو سالوں میں یہ منصوبہ بنے گا۔ چترال دیر موٹروے، Chattar Economic Zone, Peshawar-DI Khan Motorway and Chashma Right Bank Left Canal یہ ہمارے بنیادی projects ہیں ان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے، اگر اس پر کسی کو بجٹ میں کچھ نظر آئے تو مجھے بتائیں، یہ ظلم ہے، اب میں ایک line میں چند مشورے دے کر اپنی گفتگو ختم کروں گا۔

جناب چیئرمین! میرا پہلا مشورہ یہ ہے، قائد ایوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، سود کو ختم کر دیں، سود اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ ہے، اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کر کے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ کامیاب ہو جائیں، سود طبقاتی تقسیم ہے، سود غربت ہے، سود استحصال ہے، سود ارتکاز دولت ہے چند ہاتھوں میں، اس کو ختم کر لیں، مدینے کی ریاست بنانا چاہتے ہیں اور سود میں تین ہزار ساٹھ ارب دیتے ہیں، آپ آٹھ ہزار میں سے تین ہزار ارب روپے سود میں دے رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! تین قسم کے سود ہیں، انفرادی سود، محکمہ جاتی سود اور بین الاقوامی سود۔ آپ انفرادی سود پر مکمل پابندی لگائیں، آپس کے سود کو ختم کر دیں، وہ آپ کے اختیار میں ہے، بین الاقوامی سود کے خاتمے کی طرف پیش رفت کریں، road map کا اعلان کریں لیکن کچھ تو کریں، آپ تو سود کو ترقی دے رہے ہیں، آپ تو سود کو پروان چڑھا رہے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ اعلان

جنگ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم مدینے کی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! دوسرا کام یہ کریں، یہ constitution کے Article-38 (f) کا تقاضا ہے۔ زکوۃ، عشر اور صدقات، حکومت اس کی طرف نہیں جارہی ہے، قائداعظم یونیورسٹی کی research ہے کہ پاکستان میں 6 ارب ڈالر کی charity ہوتی ہے۔ یہ بہت بڑی charity آپ کو IMF جو تین سالوں کا programme دے رہا ہے، آپ کی اتنی charity ہے، زکوۃ، عشر اور صدقات اگر حکومت اس کو organize کرے، آپ کو کسی IMF اور کسی World bank کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ زکوۃ اللہ کا حکم ہے ڈھائی فیصد مالداروں سے لیتا ہے اور غریبوں کو دیتا ہے، پانچ فیصد طبقاتی gap کو ختم کردیتا ہے، اس لیے زکوۃ، عشر اور صدقات کی طرف آجائیں۔ Civil Service reforms کرلیں، لوگ دفاتر سے تنگ ہیں، police reforms کرلیں local government تیسرا tier ہے، اس کے بغیر ترقی نہیں ہوسکتی، اس کو کرلیں۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں سمیٹ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی سمیٹ لیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: VIP culture کو ختم کرلیں، وزیر اعلیٰ ہاؤس، گورنر ہاؤس اور وزیر اعظم ہاؤس، آپ نے تو کہا تھا کہ ہم یہاں نہیں بیٹھیں گے، یہ VIP culture موجود ہے، آپ نے تو کہا تھا ہم اس پر bulldozer گھمائیں گے، جناب چیئرمین! اس غریب عوام کے بلوچستان، خیبر پختونخوا اور پنجاب کے helicopters کے لیے 80 million rupees رکھے گئے ہیں اور دفاع کے Tennessee Aircraft کے لیے 45 million روپے رکھے گئے ہیں، لوگوں کو پینے کا پانی نہیں مل رہا ہے اور ان کے helicopters کے لیے 80 million ہیں، وزیر اعظم ہاؤس کے اخراجات میں 18 کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! مزدور کی تنخواہ 30 ہزار روپے رکھ لیں اور اس کو سونے کے ساتھ جوڑ دیں، تنخواہوں میں تیس فیصد کا اضافہ کردیں اور کراچی package دے دیں۔ جناب چیئرمین! کراچی mini Pakistan ہے، آپ نے اس کو orphan's city بنادیا ہے، وہاں سب سے زیادہ 60% revenue generate ہورہا ہے، وہاں پانی نہیں ہے، وہاں بجلی نہیں ہے، وہاں پر سڑکیں خراب ہیں، آپ ان کو ایک بڑا مالیاتی

package دیں تاکہ وہاں پانی کا مسئلہ حل ہو، وہاں بجلی کا مسئلہ حل ہو، وہاں روزگار ہو اور وہاں سڑکیں بنیں۔

جناب چیئرمین! میں اسی پر ختم کرتے ہوئے، سچی بات ہے میں اس بجٹ سے مایوس ہوں اور سب ساتھیوں نے اشعار پڑھے ہیں، میں شعر نہیں پڑھ سکتا لیکن ایک درد کا شاعر ہے ساحر لدھیانوی۔۔۔

جناب چیئرمین: آج پشتو کا ایک شعر بتائیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: نہیں پشتو کا شعر کسی اور موقع پر، درد کا شعر، جب آدمی دیکھتا ہے کہ یہ بجٹ ہے اور اس میں لوگ اسی طرح غریب رہیں گے، ننگے جسم ہوں گے، بغیر جوتوں کے ہوں گے، ادویات نہیں ملیں گی، انصاف نہیں ہوگا، law and order نہیں ہوگا استحصالی طبقہ لوٹے گا تو آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! اور پی ٹی آئی نے مکمل طور پر مایوس کر دیا ہے لیکن مجھے یقین ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ صبح کبھی آئے گی، وہ جو ساحر لدھیانوی نے کہا ہے۔

ان کالی صدیوں کے سر سے جب رات کا آنچل ڈھلکے گا
جب دکھ کے بادل پگھلیں گے جب سکھ کا ساگر چھلکے گا
جب امبر جھوم کے ناچے گا جب دھرتی نغمے گائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی
مانا کہ ابھی تیرے میرے ارمانوں کی قیمت کچھ بھی نہیں
مٹی کا بھی ہے کچھ مول مگر انسانوں کی قیمت کچھ بھی نہیں
انسانوں کی عزت جب جھوٹے سکوں میں نہ تولی جائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی
بیتیں گے کبھی تو دن آخر یہ بھوک کے اور بیکاری کے
ٹوٹیں گے کبھی تو بت آخر دولت کی اجارہ داری کے
جب ایک انوکھی دنیا کی بنیاد اٹھائی جائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی

مجبور بڑھاپا جب سونی راہوں کی دھول نہ پھانکے گا
معصوم لڑکپن جب گندی گلیوں میں بھیک نہ مانگے گا
حق مانگنے والوں کو جس دن سولی نہ دکھائی جائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی
فاقوں کی چتاؤں پر جس دن انساں نہ جلائے جائیں گے
سینوں کے دہکتے دوزخ میں ارماں نہ جلائے جائیں گے
یہ نرک سے بھی گندی دنیا جب سورگ بنائی جائے گی
وہ صبح کبھی تو آئے گی
سنسار کے سارے محنت کش کھیتوں سے ملوں سے نکلیں گے
بے گھر بے در بے بس انساں تاریک بلوں سے نکلیں گے
دنیا امن اور خوشحالی کے پھولوں سے سجائی جائے گی
وہ صبح ہمیں سے آئے گی

شکریہ۔

جناب چیئرمین: مشتاق صاحب، آپ نے یہ تو پوری کتاب پڑھ دی، میں نے آپ سب کی سہولت کے لیے گھڑی لگوائی لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا، الٹا کام خراب ہو گیا ہے، میرے خیال سے اس کو بھی نکالنا پڑے گا، جی سینیٹر ثانیہ نشتر صاحبہ۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین سینیٹ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Senator Sania Nishtar

سینیٹر ثانیہ نشتر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! مجھے floor دینے کا بہت شکریہ۔ بجٹ جو ہوتا ہے وہ کسی بھی حکومت کی ترجیحات کا عکاس ہوتا ہے اور ہمیں بڑی خوشی ہے کہ ہماری حکومت کی جو ترجیحات ہیں وہ اس بجٹ سے واضح ہوئی ہیں۔ سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ economy کی stabilization سے growth کا جو سفر ہوتا ہے وہ بہت کٹھن اور مشکل سفر ہوتا ہے اور اس میں حکومت کو بہت balancing acts کرنے ہوتے ہیں اور fine-line پر چلنا پڑتا ہے، حکومت کی تین قسم کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں جن میں سب سے پہلے تو یہ کہ محصولات

اور اخراجات کا جو فرق ہے وہ کم سے کم ہو، دوسرا یہ کہ تجارت، صنعت، کاروبار کو فروغ کے لیے مراعات دی جائیں تاکہ معیشت کا پہیہ چلے اور لوگوں کو روزگار ملے، حکومت کی دوسری ذمہ داری یہ ہوتی ہے۔ اور تیسری ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کی مشکلات کو بھی ملحوظ رکھا جائے اور جیسے کہ میں نے کہا یہ ایک بہت ہی fine balancing act ہوتا ہے، ایک fine line پر چلنا پڑتا ہے، بڑی مشکل discussions ہوتی ہیں۔ بجٹ کو دیکھتے ہوئے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ وزیر اعظم کی economic team ہر لحاظ سے مبارک باد کی مستحق ہے، سب سے پہلے لوگوں کی مشکلات کو حکومت نے کیسے مد نظر رکھا ہے؟ یہ بات مسلمہ ہے اور سب جانتے ہیں کہ تنخواہ دار طبقہ پر کوئی اضافی tax نہیں لگایا گیا sehat card, low cost housing, اپنی گاڑی اور قرضہ میں سہولت کی schemes کی بات کی گئی ہے اور اس کو بجٹ کے policy بیان کا حصہ بنایا گیا ہے، مزدور کی اجرت کو کم سے کم 20,000 کر دیا گیا ہے اور محدود وسائل کے باوجود پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سماجی تحفظ کا بجٹ 260 ارب کا بجٹ احساس پروگرام کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ لوگوں کی مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کچھ policies بجٹ کا حصہ ہیں۔ دوسری طرف تجارت صنعت کاروبار کے فروغ کے لیے بہت اقدامات لیے گئے ہیں، withholding tax کی 12 provisions کو ختم کر دیا گیا ہے، مجموعی طور پر withholding tax کی regime میں 40% کی کمی آئی ہے cottage industry اور چھوٹی صنعتوں کے لیے بہت tax کی مراعات دی گئی ہیں۔ CPEC سے منسلک special economic zones پر tax کی چھوٹ ہے، border softeners markets سے متعلق بہت concessions دی گئی ہیں، sales tax کی مد میں بہت چھوٹ دی گئی ہے، جو stock market پر trade ہوتے ہیں، ان securities کے لیے capital gain tax میں کمی کی گئی ہے، telecom کا tax 8% سے 3% کر دیا گیا ہے۔۔۔ جاری۔ Commodity markets, agriculture کے فروغ کے لیے، price stabilization کے لیے commodity markets سے متعلق بہت سے withholding taxes ختم کر دیے گئے ہیں۔ چھوٹی صنعتوں کے لیے fix tax regime کا programme لایا گیا ہے۔ Customs duty کی مد میں صنعتوں کو raw materials پر 42 billion کی چھوٹ دی گئی ہے اور یہ ان کو favour کرنے کے

لیے نہیں کی گئی بلکہ یہ اس لیے کی گئی ہے کہ جب صنعتیں فروغ کرتی ہیں تو معیشت کا پہیہ چلتا ہے اور روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ یہ غربت سے نجات کا سب سے مسلمہ طریقہ کار ہے۔ اس کے علاوہ electric vehicle cars پر sales tax 17% سے 1% کر دیا گیا ہے۔ 850cc گاڑیوں پر جو کم ہیں ان پر تاریخی چھوٹ دی گئی ہے۔ یہ تمام اقدامات اس لیے لیے گئے ہیں تاکہ صنعت، تجارت، کاروبار کو فروغ ملے۔ معیشت کا پہیہ چلے اور لوگوں کو روزگار کے مواقع مہیا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ کیسے محصولات آئیں گی، revenues کیسے بڑھیں گے۔ بجٹ تقریر میں بہت سی reforms کا ذکر کیا گیا تھا۔

ایک reform کا میں خاص طور پر آج ذکر کرنا چاہوں گی اور خاص طور پر economic team کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی کیونکہ budget policy میں یہ بھی شامل ہے کہ پانچ لاکھ سے زیادہ کی جو بازار میں کریانہ کی دکانیں ہوتی ہیں ان پر point of sales machines لگانے کے لیے خاص tax کی چھوٹ ہے۔ خاص مراعات ہیں۔ Banking transactions پر withholding tax کو ختم کیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ پکی رسید کا جو سلسلہ اب شروع ہوگا اس میں tax prices کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ یہ اقدامات جو کم از کم پانچ لاکھ کے کریانہ دکانوں سے متعلق ہیں۔ نہ صرف وہ digitization کے حصول میں فروغ دیں گے، کیونکہ COVID 19 کے بعد دنیا میں digitization کے بغیر کسی بھی ملک کا رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ نہ صرف digitization کے فروغ کے لیے بہت اہم ہے بلکہ یہ revenue generation کے لیے بھی بہت اہم ہے۔ اس سے ہمیں targeted subsidies کا نظام لانے میں بھی آسانی ہوگی۔ Price control میں بھی بہت آسانی ہوگی اور مالیاتی شمولیاتی جو پروگرام ہے یعنی financial inclusion programme میں بھی بہت مدد ملے گی۔ میں economic team کو خاص طور پر خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں ان reforms کو لانے کے لحاظ سے۔ جو banking transactions پر withholding tax ختم کیا گیا ہے اس سے بھی financial inclusion میں بہت فائدہ ہوگا۔

جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے اب میں احساس پروگرام پر آنا چاہتی ہوں۔ احساس کے لیے 260 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اگر میں aisle کے اس طرف بیٹھی ہوتی تو میں پہلا سوال یہ کرتی کہ ان 260 ارب روپے کو خرچ کرنے کی آپ کی صلاحیت کیا ہے۔ وہ اگر یہ سوال سمجھ سے کریں تو وہ بڑا جائز سوال ہوگا۔ اس سوال کے جواب میں ان کو بتانا چاہتی ہوں کہ 2019-20 میں احساس کا بجٹ 250 ارب روپے سے زیادہ تھا۔ اس کی 100% utilization تھی۔ 2020-21 میں احساس کے تمام اداروں کا بجٹ ملا کر تقریباً 209 ارب روپے تھا اور 97% اس کی 30th June utilization تک ہو گی۔ پچھلے دو سال میں ہم نے بڑے ہی fast track basis پر پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سماجی تحفظ کا پروگرام بنایا ہے۔ اس پر consultations کیں، اس پر consensus achieve کیا اور broad based stakeholder consultations کیں۔ چودہ قسم کے مستحق لوگوں کے لیے یہ پروگرام ہے۔ جس میں بیوہ، یتیم، مزدور، معذور، انتہائی غریب خاندان، غریب خواتین، غریب طالب علم، غریب بے روزگار، بے گھر، چودہ قسم کے target groups ہیں جن کو احساس پروگرام target کرتا ہے۔ پچھلے دو سال میں ہم نے دس سال کی تاخیر سے ملک گیر survey مکمل کیا۔ آج وہ survey 93% complete ہے۔ دس سال کی تاخیر کے بعد banking نظام کے ذریعے payment system کی procurement کی۔ Data analytics کا نظام کھڑا کیا، جس کی بنیاد پر آٹھ لاکھ پچاس ہزار لوگوں کو حکومت پاکستان کی سماجی تحفظ کی list سے خارج کیا گیا۔ جس میں بہت زیادہ سرکاری ملازمین بھی شامل تھے۔ اس میں وہ لوگ شامل تھے جن کے پاس گاڑیاں تھیں، جو tax دھندگان تھے، جو international travel کرتے تھے۔

پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ data analytic کے ذریعے ان کو خارج کیا گیا۔ SMS کے ذریعے لوگوں کا ہم تک پہنچنے کا نظام کھڑا کیا گیا۔ ہم نے احساس کفالت میں ستر لاکھ لوگوں کو پچھلے دو سال میں لانے کا سفر شروع کیا۔ بچوں کے تعلیمی وظائف کا پروگرام، جو پچھلی حکومت پچاس ڈسٹرکٹ تک چھوڑ کر گئی تھی، اس کو ملک گیر کیا اور 154 districts تک لے گئے۔ اس کے لیے انتظامی ڈھانچہ، لائحہ عمل بنایا۔ وظیفے کی حد کو زیادہ کیا اور خاص طور پر بچیوں کے لیے اس کو زیادہ کیا۔ COVID-19 کی جب مصیبت آئی تو ہم نے دن میں بارہ، بارہ گھنٹے کام کرکے ایک کروڑ پچاس

لاکھ خاندانوں کے ہاتھ میں ایک منظّم غیر سیاسی اور شفاف طریقے سے پہنچایا۔ راشن کی ترسیل کا نظام کورونا کے زمانے میں بنایا۔ احساس آمدن کو 23 اضلاع تک لے گئے۔ چھوٹے کاروباری اثاثوں کے بانٹنے کے نظام، احساس بلا سود قرضہ 110 districts میں پچھلے دو سال میں لے گئے۔ احساس undergraduate scholarships ایک لاکھ طالب علموں کو دیا۔ ایک merit based نظام سے یہ چار سال کا پروگرام on track ہے۔ One window services جو ایک بہت complexed operation ہے اس کا دو سال کے بعد پہلا سنٹر کھولا۔ ایک complexed planning کے بعد complexed deployment کے بعد اور ایک list ہے. Mr. Chairman, I can continue to go on میرٹ کا بول بالا کیا اور اپوزیشن بھی اس سے disagree نہیں کر سکتی۔ Corruption کے خاتمے کے لیے دوررس انتظامی اصلاحات کیں۔ حکومت کی کارکردگی اور احساس پروگرام کی حد میں بہتری لانے کے لیے delivery unit کا قیام کیا۔ ہر indicator کو dashboard پر track کرتے ہیں۔ Digital اصلاحات لائے۔ Governance کی اصلاحات لائے۔ IT کی اصلاحات لائے اور cybercrime پر کام کیا۔ سب سے اہم یہ کہ احساس کی جو خواتین سے متعلق policy ہے اس میں 50% plus rule لائے کہ احساس کے ہر پروگرام میں، خواتین اور خاص طور پر بچیوں کا جو حصہ ہے وہ 50% plus ہوگا۔

جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے میں اس بجٹ کی طرف آتی ہوں کہ اس مرتبہ احساس پروگرام کو جو 260 ارب روپے دیے گئے ہیں وہ کس طرح استعمال ہوں گے۔ سال 2021 میں ایک کروڑ بیس لاکھ خاندانوں کو احساس emergency cash کی مد میں امداد ملے گی۔ یہ مرحلہ ستمبر تک مکمل ہوگا۔ اس کی تمام منظوری ہو گئی ہے اور یہ اس وقت پچھلے تین دن سے in the field ہے جس کے ذریعے ایک کروڑ بیس لاکھ مستحق خاندانوں کو بارہ ہزار روپے کی امداد جائے گی۔ جنوری سے جولائی 2022 میں جو ہمارے regular احساس کفالت کے خاندان ہیں، جن کی کفالت کی جاتی ہے ان کو ستر لاکھ سے بڑھا کر ایک کروڑ خاندان کر دیا گیا ہے۔ جنوری 2022 سے ہی وظیفہ بارہ ہزار سے بڑھا کر تیرہ ہزار کر دیا گیا ہے۔ خصوصی افراد کی کفالت کی مد میں بیس لاکھ خاندانوں کو اضافی امداد دی جائے گی اور ان شاء اللہ اسی سال احساس کے ثمرات لوگوں کو

stunting regular bank accounts کے ذریعے دیے جائیں گے۔اس کے علاوہ growth کی مد میں جو احساس نشوونما پروگرام ہے، چودہ اضلاع میں پچھلے سال ہم نے پچاس سنٹر بنائے تھے۔اس مالیاتی سال میں 50 districts میں ایک سو پچاس سنٹر بنائے جائیں گے اور ہر district میں احساس one window center بنایا جائے گا جس میں تمام احساس کی services ایک چھت کے نیچے مہیا کی جائیں گی۔پہلی جولائی سے کسی بھی احساس کے مستحق خاندان میں ہر بچے کے لیے وظیفے کا انتظام ہے چاہے وہ پرائمری ، سیکنڈری یا higher secondary کا طالب علم ہو۔ جیسے کہ میں نے بتایا احساس undergraduate scholarship تو اگلے دوسال بھی چلیں گے اور ہر سال تقریباً ساٹھ ہزار scholarships merit کی بنیاد پر دیے جائیں گے۔ جو interest free loan program ہے،اس میں 28اضلاع اور شامل کئے جارہے ہیں۔ان اضلاع کے شامل ہونے کے بعد 138اضلاع میں 1جولائی کے بعد interest free loan program شروع ہو جائے گا۔ہر ماہ ہم اس سے 80ہزار loan دیتے ہیں۔اس سال احساس تحفظ پروگرام جو پچھلے ایک سال سے ایک اسپتال میں pilot basis پر چل رہاہے،اس کی بھی full scale deployment ہوگی۔یہ وہ پروگرام ہے جو صحت سہولت کے ساتھ ،ساتھ کام کرے گا۔وہ لوگ جن کے پاس صحت سہولت کارڈ نہیں ہوگا،وہ لوگ جو ان اسپتالوں میں ہوں گے جو صحت سہولت کے panel پر نہیں ہوں گے یا وہ لوگ جوان provinces سے ہوں گے جہاں صحت کارڈ کی سہولت نہیں ہے،وہ ہمیں text message کے ذریعے اپنی ضرورت سے آگاہ کرسکیں گے اوران کی امداد کا نظام جس پر ہم پچھلے ایک سال سے کام کررہے ہیں،ان شاءاللہ ہم اسے پورے ملک میں upscale کریں گے۔Commodity subsidies targeting کاجو نظام ہے،جس پر ہم پچھلے ایک سال سے کام کررہے ہیں،اس سال اس کا پوری طرح اجراء ہوگا۔پہلے یہ utility stores کی حد تک ہوگا۔Utility stores اب احساس پروگرام کے data base کے ساتھ integrated ہیں۔ان شاءاللہ،30جون کے بعد جواحساس پروگرام کے مستحقین ہوں گے،انہیں utility stores پر مخصوص اشیاء پر رعایت ملے گی اور باقی جو لوگ ہوں گے،وہ یہ رعایت avail نہیں کرسکیں گے۔

جناب! یہ targeted subsidyکانظام اس وجہ سے لایا جارہاہے تاکہ حکومت کی subsidiesان مستحقین کوtarget کرسکیں۔ میں نے جیسے پہلے بھی ذکر کیا کہ کریانہ کے نظام میں جوdigitizationکانظام آرہاہے، جس پر Finance Ministry and National Bank of Pakistan lead کر رہے ہیں،وہ نہ صرف digitization, محصولات، financial inclusion،اورprice controlکےلئے اہم ہوگا بلکہ وہ ہماری targeted subsidiesکےdeploymentمیں بھی ایک بہت اہم کردار ادا کرے گا۔اس کے علاوہ پسماندہ لوگوں اور وہ لوگ جو زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں،ان کی فلاح و بہبود کے لئے بہت سے ایسےprojectsہیں جوpilot basisپر چل رہے ہیں۔

جناب ! میں خاص طور پر اس میں ریٹرھی بانوں کا جو پروگرام ہے،اس کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ان کے project کو evidence based mannerمیںupscaleکیاجائے گا۔مجھے شعر تو نہیں آتے ہیں کیونکہ میں صرف کام پرfocus کرتی ہوں۔معافی چاہتی ہوں اگر میں اسaugust audienceکے سامنے اپنی تقریر بغیر شعر کے ختم کروں۔میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ لوگوں کے مسائل اور حکومت کا نظام جھوٹ،جذبات اور جلی کٹی باتوں سے ٹھیک نہیں ہوتا۔وہ محنت ، لگن، قواعد و ضوابط کی پاسداری اور کرپشن کی مسلمہ روک تھام سے ہی ہوگا۔ہم اس پر پوری طرح صدق دل اور خلوص نیت سے گامزن ہیں، شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Yes, Leader of the House.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب!ایک استداء ہے۔آج صبح Legislative Businessکے دوران جو دو بل Standing Committee on Healthکوreferہوئے ہیں، گزارش یہ ہے کہ اگر یہ directionپاس کردی جائے کہ یہ دودنوں میں پھر ایوان میں پیش کئے جائیں تاکہ اسی سیشن کے دوران ہم انہیں take upکرسکیں۔یہNational Assemblyاوراس کیStanding Committeeسے بھی پاس ہوچکے ہیں۔اگر کمیٹی ایک،دو دن اس پر ٹھیک طریقے سے کام کرتی ہے تو میرے خیال میں وہ اس سیشن میں آسکیں گے۔چونکہ یہhealthکامعاملہ ہے،اگر یہ جلدی ہوجائے تو بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ کمیٹی اس بل کو جلد از جلد دیکھ کر ایوان میں پیش کریں۔ جی سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ، جناب ڈپٹی چیئرمین! (عربی)۔ سب سے پہلے میں آپ کو Chair کرتے ہوئے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں آپ کو پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہوں۔ شاید اس سے پہلے بھی آپ نے Chair کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایوان چلانے کی بہتر سے بہتر توفیق عطا فرمائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا بہت شکریہ۔

Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب! 2021-22 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، اس پر کافی دنوں سے اراکین بحث کر رہے ہیں۔ ایک ممبر کہتا ہے کہ یہ عوامی بجٹ ہے اور ماضی میں ایسا کوئی بجٹ پیش نہیں ہوا ہے۔ دوسرا ممبر کہتا ہے کہ اس بجٹ میں عوام کے لئے کچھ نہیں ہے۔ میں بھی انہی لوگوں میں شامل ہوں جنہوں نے اس بجٹ کو مسترد کیا ہے۔ یہ بجٹ شوکت ترین صاحب کا نہیں ہے۔ IMF, World Bank, Asian Development Bank اور جو دوسرے مالیاتی ادارے ہیں، انہوں نے اس بجٹ کی تشکیل کی ہے۔ اس کا مسودہ بنایا اور شوکت ترین صاحب کے ہاتھ میں تھما دیا کہ آپ نے یہ پڑھنا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ دو ہفتے پہلے شوکت ترین صاحب کہتے ہیں کہ ہماری معیشت ڈوب رہی ہے۔ ہم دیوالیہ ہونے جا رہے ہیں۔ ہم نے معیشت کو تباہ کر دیا ہے۔ دو ہفتے بعد وہ بجٹ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملک دیوالیہ ہونے سے بچ گیا۔ ملک دو ہفتے میں معاشی حوالے سے مستحکم ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا بجٹ ہے جس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ دو ہفتے پہلے شوکت ترین صاحب کا جو کہنا تھا یا تو وہ سچ ہے یا جو بجٹ کے بعد کہا وہ سچ ہے۔ جھوٹ کون سا ہے اور سچ کون سا ہے؟ اس حکومت کی بنیاد ہی جھوٹ پر مبنی ہے۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ عمران خان نے یہ کہا تھا کہ میری حکومت آئی تو میں IMF اور World Bank کے پاس نہیں جاؤں گا، Asian Development Bank کے پاس نہیں جاؤں گا اور کسی بھی مالیاتی ادارے سے قرضے نہیں لوں گا۔ اگر ایسی نوبت آتی ہے تو بہتر یہی ہے کہ میں خودکشی کر لوں۔

جناب!آج State Bank, IMF کے قبضے میں ہے۔ FBR, IMF کے قبضے میں ہے۔وزارت خزانہ IMF کے قبضے میں ہے۔قرضے اوران کے معاہدے اور شرائط الگ چیزیں ہیں۔کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اب تو خودکشی بنتی ہے۔مسلسل اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کرنا جھوٹ نہیں تو کیا ہے؟ نوجوانوں سے کہا گیا کہ ہماری حکومت آئی تو ہم 1 کروڑ نوجوانوں کو ملازمت فراہم کریں گے۔اس حکومت کا تین سال کا عرصہ گزر گیا۔کیا اب تک 60 لاکھ نوجوانوں کو انہوں نے ملازمتیں دیں ہیں؟اسی طرح انہوں نے کہا کہ ہماری حکومت آئی تو ہم 50 لاکھ لوگوں کو گھر بنا کر دیں گے؟کیا اُن 50 لاکھ گھروں کی چابیاں اُن کے حوالے کی گئیں۔کیا اب تک 30 لاکھ لوگوں کو انہوں نے گھر بنا کر دیے۔اگر نہیں دیے تو پھر یہ جھوٹ ہے۔جب ہم جھوٹ کی بات کرتے ہیں تو یہ پریشان ہو جاتے ہیں۔(عربی)جو تم نہیں کر سکتے ہو تو پھر ایسی بات کرتے کیوں ہو۔جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ اللہ تم سے کہتا ہے۔قرآن تم سے کہتا ہے۔تم ریاست مدینہ کی بات کرتے ہو۔شرم نہیں آتی۔ مذاق اڑاتے ہو ریاست مدینہ کا خدارا!سب کچھ کرو ریاست مدینہ کا نام نہ لیا کرو۔یہ مذاق کے لیے تم ریاست مدینہ کا نام لیتے ہو۔تین سال میں آپ ایک بات بتائیں کہ ریاست مدینہ کی طرف تم نے کون سی پیش رفت کی ہے۔سودی نظام آپ کے ملک میں چل رہا ہے۔سودی نظام کے بارے میں پیغمبر کریم ﷺ نے فرمایا کہ سودی نظام اور سود، یہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے جنگ ہے،اُس جنگ میں تم مبتلا ہو۔آپ ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں۔ریاست مدینہ تو خلیفائے راشدین کا دور تھا۔جناب چیئرمین! سیدنا عمر بن عبدلعزیز جو بعد میں امیر بنتے ہیں اُن کے دور میں کہتے ہیں کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پیتے تھے۔ایک دن ایسا ہوا کہ ایک شیر نے بکری کو کاٹا تو اُس چرواہے کی آنکھوں سے آنسوں نکلے اُس کے دوستوں نے کہا یار تم ایک بکری کے لیے روتے ہو اُس نے کہا میں بکری کے لیے نہیں روتا میں اُس امیر المومنین کے لیے روتا ہوں اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ آج امیر المومنین کا سایہ ہمارے سروں پر نہیں رہا۔شاید وہ انتقال کر گئے ہیں۔یہ بکریاں شیر کے ساتھ ساتھ چلا کرتی تھیں اور شیر کو جرات نہیں ہوتی تھی کہ وہ بکری کو کاٹے۔حضور والا! اسلام، شریعت، قرآن و سنت، ریاست مدینہ اس کا ایک اپنا اثر ہے۔آپ 13 سالہ مدنی دور میں دیکھیں کہ چند گنے چنے جرائم ہوئے ہوں گے۔یہاں تو جرائم کا انبار لگا ہوا ہے۔میں صرف عمران خان سے کہنا چاہوں گا کہ آپ کا یہ جو 6 فٹ کا قد ہے۔یہ بھی ایک ریاست ہے۔اس 6 فٹ کے قد پر آپ ریاست مدینہ

لاگو کریں۔ اُسکے قوانین لاگو کریں تو پھر ہم سمجھیں گے کہ پاکستان کی 22 کروڑ کی آبادی پر بھی آپ ریاست مدینہ نافذ کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ بجٹ IMF کی شرائط پر مبنی بجٹ ہے۔ مہنگائی200 کی speed سے دوڑ رہی ہے۔ آپ ملازمین کی تنخواہوں میں صرف 10 فیصد کا اضافہ کر رہے ہیں۔ یہ شرم کی بات ہے۔ صوبے بھی 25 فیصد اضافہ کر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ مثالی بجٹ ہے۔ اس مثالی بجٹ میں آپ نے ملازمین کے لیے کیا رکھا ہے۔ غریب جو تعمیرات اور گھروں میں کام کرتے ہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا20 ہزار میں کسی غریب کا گزارہ ہو سکتا ہے؟ کیا اُس کا علاج و معالجہ ہو سکتا ہے؟ کیا اس تنخواہ میں وہ بجلی کا بل دے سکتا ہے؟ کیا وہ گیس کا بل ادا کر سکتا ہے؟ کیا وہ پانی کا بل دے سکتا ہے؟ کیا وہ دوائیاں خرید سکتا ہے؟ کیا وہ اپنے بچوں کو پڑھا سکتا ہے؟ اُن کے لیے کتابیں خرید سکتا ہے؟ یہ لوگ ریاست مدینہ بنانے نکلے ہیں۔ وزیراعظم کی تنخواہوں میں جو گذشتہ سال میں 41 لاکھ ماہانہ تھی شاید اُس سے بھی زیادہ اور اب 56 لاکھ سے بھی زیادہ ہو چکی ہے۔ ایک طرف تو یہ اضافہ لاکھوں میں کیا جاتا ہے اور ہم یہاں بل لا رہے تھے MNAs and Senators کی تنخواہوں میں اضافہ کے لیے تو سب نے مخالفت کر دی اور دوسری طرف وزیراعظم کی تنخواہ میں اضافہ وہ اس بجٹ میں ہی سارا کچھ لایا جا رہا ہے۔

جناب والا! اس بجٹ کو کیسے میں ایک عوامی بجٹ کہوں۔ آپ GDP growth دیکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ پچھلے بجٹ میں پھر بھی تھوڑی تھوڑی کہیں کچھ سچائی نظر آتی تھی اس سال کے بجٹ میں تو شاید کتاب کا پیٹ بھر دیا گیا ہے۔ حکومت نے کیسے اس بجٹ میں GDP growth میں اضافہ ظاہر کیا اور پھر اس کے ساتھ ساتھ جو خسارہ ہے۔ اس حکومت نے IMF کی شرائط قبول کر کے جس انداز میں یہ سارا بجٹ بنایا ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس سے عوامی خواہشات کے مطابق ملک اور غریب آدمی کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ یہ حکومت کہتی ہے کہ کئی دنوں سے ہم نے پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ نہیں کیا۔ جناب والا! پیٹرول کی قیمتوں میں اضافہ بھی ہوگا، مہنگائی بھی بڑھے گئی اور یہ مہنگائی اب رکنے والی نہیں ہے اس میں دن بدن مزید اضافہ دیکھنے میں آئے گا۔ اس حکومت میں صلاحیتوں کا بہت فقدان ہے۔ جب بھی بات ہوتی ہے تو کہتے ہیں نواز شریف کی حکومت میں اور پیپلز پارٹی کی دور حکومت میں بہت کرپشن ہوئی۔ اب آپ کی حکومت ہے جس کسی نے کرپشن کی ہے بسم

اللہ کریں صرف الزامات لگا کر آپ اپنی جان نہیں چھڑا سکتے۔ آپ اپنی بات کریں۔ آپ کی پوزیشن کیا ہے؟ 3 سال میں آپ نے کون سا بڑا mega project ملک میں شروع کیا؟ 3 سال میں آپ کی حکومت نے معیشت کو کن بلندیوں پر پہنچایا؟ آپ نے 3 سال کے اندر CPEC کے ساتھ کیا کیا جو تقریباً 60 ارب ڈالر کا ایک معاہدہ تھا۔ چین ہمارا ایک دوست ملک ہے اور ہر مشکل میں اُس نے ہمارا ساتھ دیا۔ سعودی عرب ہمارا دوست ملک ہے اور ہر حال میں اُس نے ہماری مدد کی ہے۔ آپ نے دوستوں کے ساتھ کیا کیا؟ اعتماد سازی کے لیے کئی سال لگتے ہیں۔ اعتماد کو ختم کرنے کے لیے ایک بیان داغنا بھی کافی ہوتا ہے۔ آپ نے کیا کیا؟ آپ کے ارد گرد جو دوست ہیں اُن کے ساتھ آپ کے تعلقات کیسے ہیں۔ افغانستان کا مسئلہ ہم سب کے سامنے ہے۔ کل اگر امریکی افواج افغانستان کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور وہاں جو صورتحال بنے گی direct اُس کا اثر پاکستان پر پڑے گا۔ دہشت گردی پھر لوٹ کر آئے گی اور تم میں وہ صلاحیت بھی نہیں ہے کہ دہشت گردی کو روک سکو۔ اب تک جو ہمارا نقصان ہوا ہے، کیا ہم منتظر رہیں کہ ہمارا مزید نقصان ہو؟ اس کے لیے ہمیں منصوبہ بندی کرنی پڑتی ہے۔ افغانستان سے بات کا آغاز کرنا ہوگا۔ جتنے بھی ممالک اس مسئلے میں involve تھے ان سب سے بات کرنی پڑے گی۔ پڑوسی ممالک سے بات کرنی پڑے گی۔ اپنے ملک کے دفاع اور اپنے ملک کو دہشتگردی سے بچانے کے لیے ہر وہ قدم اٹھانا ضروری ہے جو ملک کے مفاد میں ہو۔

جناب چیئرمین! ان میں تو یہ صلاحیت بھی نہیں ہے کہ وہ کبھی تمام جماعتوں کا اجلاس بلا سکیں۔ کشمیر پر بھی آئی ایس آئی نے ایک اجلاس بلایا، جس میں حکومتی ارکان بھی شامل تھے اور حزب اختلاف کے ارکان بھی شامل تھے۔ ان میں یہ ہمت بھی نہیں ہے، یہ صلاحیت بھی نہیں ہے۔ اب جو قومی اسمبلی میں ہوا قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران ہوا، حکومت کی کوشش ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ وہ پرامن طریقے سے اجلاس چلائے، حزب اختلاف کو بھی کسی درجے میں راضی رکھے، ساتھ چلانے کی کوشش کرے لیکن جناب عالی! جب حزب اختلاف کا کوئی رہنما بات کرنے لگتا ہے تو وہ سیٹیاں بجاتے ہیں، وہ شور اور ہڑبونگ کرتے ہیں، گالم گلوچ تک جاتے ہیں۔ کیا اس طرح حکومتیں کی جاتی ہیں؟ حساب کتاب کرکے اور سب کچھ ایسے بتاتے ہیں جیسے سب لوگ ان پڑھ ہیں اور ان چیزوں سے واقف نہیں ہیں۔ چلو میں نہیں ہوں تو کوئی دوسرا ہوگا۔ اس طرح حکومتیں نہیں چلتیں۔ میں اس بجٹ کو بالکل مسترد کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں عوام کے لیے کچھ نہیں ہے۔

اب میں آتا ہوں اس بات پر کہ نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کے لیے، ان کو نوکریاں دینے کے لیے اس بجٹ میں کیا ہے۔ گزشتہ بجٹ میں 70000 کے قریب نوکریوں کی بات کی گئی لیکن اس بجٹ میں پیسہ نہیں رکھا گیا نوکریوں کے لیے اور وہ سب کے سب ختم ہوگئے اور اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ یہ وعدے جو انہوں نے کیے ہیں غریب عوام کے لیے کہ گھر بنا کر دیں گے یا نوکریاں دیں گے اس حوالے سے یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میرا صوبہ انتہائی پسماندہ صوبہ ہے اور تقریباً پاکستان کا آدھا حصہ ہے اور اس غریب صوبے کو NFC Award کے حوالے سے یا جو اس کا اپنا بجٹ بنتا ہے جو بھی ہے اگر اس حوالے سے ہم اس صوبے کو رکھیں گے کہ اس کی آبادی کے مطابق وفاق سے بھی اس کو پیسہ ملتا ہے اور اسی سے صوبہ بلوچستان ترقی کرے گا تو میں نہیں سمجھتا کہ سو سال گزرنے کے بعد بھی نہ بلوچستان کی سڑکیں بن سکیں گی، نہ تمام گاؤں کو بجلی مل سکے گی، نہ وہاں صاف شفاف پانی لوگوں کو میسر ہوگا کیونکہ کوئی بھی اسکیم اگر آپ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک لے جائیں گے تو اس کو زمین سے جانا ہوتا ہے چاہے وہ water supply کی پائپ لائن ہو، چاہے وہ بجلی کے کھمبے ہوں، چاہے وہ گیس کی پائپ لائن ہو تو اگر اس حساب سے جو بلوچستان کا بجٹ ہے یا جو NFC Award کے تحت اس کو کچھ پیسے ملتے ہیں اس پیسے سے بلوچستان کبھی ترقی نہیں کرسکے گا اور بلوچستان کے حوالے سے یہ ہمیں بتائیں کہ کون سے بڑے projects ہیں جو اس سال 22-2021 کے درمیان انہوں نے اس کے لیے بجٹ مختص کیا ہے یا پیسے رکھے ہیں؟ کون سے وہ projects ہیں جس سے بلوچستان ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو؟ اگر وہ بھی بتا سکتے ہیں تو بتائیں لیکن میں سمجھتا ہوں اس بجٹ میں مجھے کھنگالنے کے باوجود بھی کوئی چیز ایسی نظر نہیں آئی۔

جناب چیئرمین! بلوچستان محروم ہے اور پسماندہ ہے اور اسی طرح اگر اس کو ایسے ہی رکھا گیا تو سو سال میں بھی بلوچستان ترقی یافتہ صوبوں کے برابر نہیں آسکے گا۔ اس لیے میں مطالبہ کروں گا کہ پورے بلوچستان کو ایک مخصوص پسماندہ علاقہ قرار دے کر ہنگامی بنیادوں پر اس کے لیے فنڈز مختص کیے جائیں اور وہاں ترقی یافتہ کام کیے جائیں تاکہ بلوچستان باقی صوبوں کے برابر آسکے۔ حکومت کی تو حالت یہ ہے کہ؛

جس کھیت سے دہقاں کو میسرّ نہیں روزی　　اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو
جو نہ قائم رکھ سکے انتظام میکدہ　　چھین لو ان سے انتظام میکدہ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

Senator Danesh Kumar

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! سب سے پہلے تو میں معزز ایوان کو داد دیتا ہوں کہ یہاں پر ایوان زیریں والی روایت دہرائی نہیں جا رہی ہے۔ یہاں پر برداشت کا ماحول ہے۔ یہ ایک معتبر ادارہ ہے اور یہاں پر معتبر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے ہر ایک کا موقف اور نقطہ نظر سنا، اس کے لیے میں سارے ایوان کو داد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! ایوان میں حزب اختلاف کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک عوام دشمن بجٹ ہے اور حکومتی ارکان کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک عوام دوست بجٹ ہے۔ حزب اختلاف کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ عوام پر مہنگائی کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں اور ہماری حکومتی بینچز سے کہا جاتا ہے کہ ہم نے تو دودھ اور شہد کی نہریں بہا دی ہیں۔ ہمارے حزب اختلاف کے اراکین کو لگتا ہے کہ یہ بجٹ خامیوں سے بھرپور ہے اور ہماری Treasury Benches سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بجٹ تو خوبیوں سے بھرپور ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ دونوں اطراف سے نقطہ نظر پیش کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں ایک نیا Parliamentarian ہوں اور ایک طالب علم کی حیثیت سے میں اس بجٹ کا احاطہ اپنے صوبے بلوچستان کے حوالے سے، کچھ tax reforms کے حوالے سے اور اقلیتوں کے حوالے سے کروں گا۔

جناب عالی! سب سے خوش آئند بات یہ ہے کہ ہماری معیشت منفی سے مثبت کی طرف آ گئی ہے اور ہمارا growth rate بڑھ رہا ہے، بڑھتا جا رہا ہے اور ہمیشہ بڑھے گا۔ سب سے بڑی اور خوش آئند بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر تاریخ کی اونچی سطح پر آ گئے ہیں اور میں اس کے لیے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو داد پیش کرتا ہوں جنہوں نے بینکوں کے ذریعے پاکستان میں اپنا پیسہ بھیجا اور میں آپ کے توسط سے ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! tax reforms کے حوالے سے میں شوکت ترین صاحب کو داد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سلسلے میں بہت اچھے اقدامات کیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ اقدامات ایسے بھی ہوں گے جن پر بحث کی جا سکتی ہے۔ جیسے حزب اختلاف کی طرف سے Customs Act کے حوالے سے ایک چیز سامنے آئی کہ اس میں کچھ clauses ایسی ہیں جن پر ہمیں بھی تحفظات ہیں۔ جیسے کہ اگر ایک retailer اپنی دکان پر کوئی غیر ملکی اشیاء رکھتا ہے تو اس کو تنگ کیا جائے، اس چیز کے ہم بھی خلاف ہیں۔ جناب چیئرمین! Tax Assessment کے حوالے سے میں کہتا ہوں کہ یہ ایک انقلابی قدم ہے جو شوکت ترین صاحب نے متعارف کرایا ہے۔ پہلے Self Tax Assessment کے حوالے سے کاروباری حضرات کو بہت مشکلات کا سامنا تھا۔ FBR کے افسران آکر ان کو blackmail کرتے تھے، جس کا میں بھی victim رہا ہوں۔ ہمیں ہمیشہ blackmail کیا جاتا تھا۔ مگر اب ان کی اس blackmailing کا راستہ خان صاحب کی حکومت نے بالکل ختم کر دیا ہے۔اب Sales Tax assessment کاروباری حضرات خود کریں گے، اگر کسی میں خامی پائی جاتی ہے اور افسر نشان دہی کرے گا تو وہ افسر اس کا audit نہیں کرے گا بلکہ غیر جانبدار firm سے audit کرایا جائے گا، یہ بہت بڑا انقلابی اقدام ہے۔

جناب! جس طرح electrical vehicles پر tax کی چھوٹ دی گئی ہے، میں اس کے لیے بھی شکر گزار ہوں اور 850cc گاڑیوں پر جو tax کی چھوٹ دی گئی ہے، وہ ہمارے پاکستان کے middle class آدمی کے لیے بہت بڑا تحفہ ہے، میں اس کے لیے بھی حکومت کو داد دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین! اب ترقیاتی بجٹ کی طرف آتے ہیں۔ ہمیں اتنی بڑی بڑی کتابیں دی گئی ہیں، اگر ہم ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیں تو ہمیں ایک سال لگے گا۔ اب پوری دنیا میں یہ ہوتا ہے لیکن ہماری bureaucracy کتابیں تیار کرتی ہے، مگر ہمیں ان کتابوں کو پڑھنے کا کوئی موقع نہیں ملتا کیونکہ ہم 14 دنوں میں کیا پڑھ سکتے ہیں ۔ میں نے صرف یہ book پڑھی ہے۔ ہمارا Development Programme 2021-2022 Public Sector ہے۔ پچھلے سال 630 ارب روپے ترقیاتی پروگرام کے لیے رکھے گئے تھے، میں داد دیتا ہوں کہ اس میں 24% اضافہ کیا گیا اور ترقیاتی پروگرام کے لیے 900 ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ بہت ہی قابل

تعریف ہے۔ مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ مجھ سے senior اور میرے قابل احترام بلوچستان سے سینیٹرز حضرات ہیں، یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں بلوچستان کی ترقی کے لیے کوئی چیز نہیں رکھی گئی۔ میں دعوی کرتا ہوں کہ آپ پچھلے 73 سالوں کی books نکالیں اور اس کتاب میں بلوچستان کے ترقیاتی کاموں کے لیے دیکھیں، میں challenge کرتا ہوں کہ اتنے ترقیاتی کاموں کے کبھی بھی پیسے نہیں رکھے گئے جو اس کتاب میں رکھے گئے ہیں۔

جناب! میں سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کی بات سے متفق ہوں کہ بلوچستان کو ہمیشہ آبادی کے لحاظ سے دیکھا گیا ہے، بلوچستان کو قومی اسمبلی میں اس کی نمائندگی کے حساب سے دیکھا گیا ہے اور بلوچستان کو اس حساب سے funds دیے گئے ہیں۔ میں اس بات سے متفق ہوں کہ اگر بلوچستان کو آبادی کے لحاظ اور قومی اسمبلی میں نمائندگی کے حساب funds دیے گئے تو ہم 100 years تک ترقی نہیں کر سکتے۔ آپ دیکھیں، یہ leader کا vision ہوتا ہے کہ جناب عمران خان صاحب نے کہا کہ میں اس چیز پر نہیں جاؤں گا کہ بلوچستان کی 18 seats ہیں اور KP and Punjab کی زیادہ seats ہیں تو میں ان کو بجٹ دوں، انہوں نے بلوچستان کو تاریخ میں پہلی مرتبہ اس کا حق دیا ہے۔

جناب! جنوبی بلوچستان نے بہت دکھ دیکھے ہیں، insurgency میں بہت دکھ دیکھے، گزشتہ 15 years سے ترقیاتی کاموں کے اعلانات تو ہوئے لیکن وہ زمینی حقائق پر مبنی نہیں تھے لیکن میں جناب عمران خان صاحب کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے 610 ارب روپے جنوبی بلوچستان کے لیے رکھے ہیں۔ ہماری پالیسیاں اور ہمارے ترقیاتی کام یہاں پر air-conditioned rooms میں بنائے جاتے تھے۔ یہ تاریخ کا پہلا بجٹ ہے جو صوبائی حکومت کو اعتماد میں لے کر بنایا گیا ہے۔ جناب! بلوچستان کے لیے سینکڑوں schemes ہیں، اگر ان پر من و عن عملدرآمد ہوتا ہے تو میں PTI کے دوستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے لوگ جناب عمران خان صاحب کو محسن اور مسیحا بلوچستان کہیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ بلوچستان کے لیے کوئی mega project نہیں ہے اور بلوچستان کے لیے کوئی scheme نہیں ہے تو میں آپ کو صفحہ با صفحہ بتاتا ہوں کہ بلوچستان کے لیے اربوں نہیں کھربوں کے funds رکھے گئے ہیں۔

جناب! اب Communications Division کی بات کرتے ہیں، Communication Division کے on-going 6 projects پر کام جاری ہے۔ ان منصوبوں میں وہ منصوبے بھی شامل ہیں جو مسلم لیگ (ن) دور حکومت کے تھے لیکن ہماری PTI کی حکومت ان کو مکمل کر رہی ہے اور coalition Government مکمل کر رہی ہے۔ اس میں سب سے اہم منصوبہ ہے، ہم جس کو game changer کہہ سکتے ہیں جو on-going ہے، وہ construction of Hoshab-Awaran section ہے جو کہ 148 kilometres ہے، اس پر کام جاری ہے، میں اس کے لیے بھی شکر گزار ہوں۔

جناب! جو بھی یہ کہتا ہے کہ South Balochistan کے لیے package اور Northern Balochistan کے لیئے package نہیں ہے، میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ serial No.80 پر دیکھیں، زیارت، مچھ اور ہرنائی روڈ کی construction ہے جو 107 kilometres ہے، اسی طرح سنجاوی روڈ 55 kilometres ہے، اس پر بھی کام جاری ہے۔

جناب! اب ہم Communications کے اس سال کے بجٹ کی بات کرتے ہیں، ہماری 7 schemes approve ہوئی ہیں، اربوں کی schemes Communications department کی approve ہوئی ہیں، میں آپ کو game changer کا بتا دیتا ہوں کہ ہوشاب، آواران اور خضدار section کی construction ہے اور خضدار سیکشن سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کے حلقے سے بھی جاتا ہے۔ ہمیں M-8 سندھ سے ملاتا ہے، وہ 168 kilometres ہے جس کے لیے 23 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ Dualization and improvement of N-50 from zhob یہ Northern Balochistan کی scheme ہے۔ میرے بھائی کہتے ہیں کہ Northern Balochistan کو نظرانداز کیا گیا ہے تو دیکھیں کہ اس کے لیے 74 ارب روپے کی scheme ہے۔ اسی طرح dualization خضدار اور کچلاک section ہے اور National Highway N-25 330 kilometres ہے جس کے لیے 81 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح reconstruction and up-gradation آواران جھل جائیو روڈ 54 kilometres کا ہے جس کے لیے 7 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب! Finance Division کی 15 on-going schemes ہیں اور بلوچستان کے لیے 16 new schemes رکھی گئی ہیں، بلوچستان کے کونے کونے کے لیے schemes رکھی گئی ہیں اور وہ اربوں روپے کی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ آئیں اور آپ میرے ساتھ بات کریں، بلوچستان کے 6 divisions ہیں اور 6 divisions کے لیے اس book میں schemes ملیں گی۔ ہم صرف زبانی بات نہیں کرتے، ہم proof کے ساتھ بتاتے ہیں اور آپ آئیں اور ان کو دیکھیں۔

جناب چیئرمین! ہم Higher Education کی بات کرتے ہیں، آپ Higher Education میں دیکھیں کہ ہر جگہ بلوچستان کی universities کے لیے schemes نظر آئیں گی، مجھے پتا نہیں ہے کہ میرے دوستوں کو نظر کیوں نہیں آ رہیں۔ اب Housing and Works department کی طرف آتے ہیں تو اس کی 12 on-going schemes ہیں اور وہ 2010 سے schemes pending تھیں، یہ حکومت ان کو مکمل کرنے جا رہی ہے، اس سے بڑا اور اچھا اقدام اور کیا ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم آگے چلتے ہیں، میں نے اس ساری book کا مطالعہ کیا ہے۔ آپ کو Maritimes Affairs میں زیادہ تر schemes گوادر کے حوالے سے ملیں گی، کیا گوادر بلوچستان کا حصہ نہیں ہے جو لوگوں کو نظر نہیں آ رہا۔ آپ دیکھیں کتنی schemes ہیں۔

جناب! آپ کو National Food Security and Research Division میں بلوچستان کا نام واضح طور پر نظر آئے گا۔

جناب چیئرمین! پاور ڈویژن میں بھی جو ہماری پرانی 13 سکیمیں تھیں جو کہ 2009 سے pending تھیں اب ہم انہیں complete کرنے جا رہے ہیں۔ یہ بھی قابل تعریف ہے۔ اب میں Religious Affairs and Interfaith Harmony کی طرف آتا ہوں۔ اچھی بات ہے کہ یہاں پر construction of bridge at zero line for Kartarpur Corridor رکھا گیا ہے بہت اچھی بات ہے مگر اس میں ہمارے بلوچستان کو نظر انداز کیا گیا ہے جس کا میں تھوڑا سا گلہ کروں گا۔ ہمارے بلوچستان میں پانچ ہزار سال پرانا ایک ہنگلاج ماتا آستان ہے۔۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں جمعہ کی اذان سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب کوشش کریں کہ conclude کریں کیونکہ نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب ہمیں بھی تھوڑا مشکل سے ہی time ملتا ہے تو براہ مہربانی ہماری بھی تھوڑی بات سن لیا کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! میں آپ کو بتا رہا تھا کہ بلوچستان میں ہمارا بہت ہی بڑا پوتر آستان ہے جسے ہنگلاج آستان کہتے ہیں۔ آپ اس کی خوبصورتی دیکھیں کہ اس کی حفاظت ہمارے مسلم بھائی کرتے ہیں۔ اسلام کا عملی مظاہرہ آپ وہاں دیکھیں گے کیونکہ وہ لوگ ہمیشہ ہمارے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مولانا حیدری صاحب قلات کے ہندوؤں کے لیے اپنی جان دیتے ہیں، مولانا فیض صاحب تو اپنے خضدار کی ہندو برادری کے لیے جان دیتے ہیں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کبھی ہمیں اپنے آپ سے الگ نہیں سمجھا ہے۔ میں وفاقی حکومت سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ ہنگلاج کے لیے جہاں پر دس لاکھ یاتری اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے کے لیے آتے ہیں، جہاں پر حکومت بلوچستان نے کروڑوں روپے مالیت کے کام کیے ہیں۔ میری وفاق سے بھی التجا ہے کہ وہ بھی اسے دیکھیں کیونکہ سندھ، خیبر پختونخوا اور پنجاب سے جو یاتری آتے ہیں انہیں سہولیات میسر آسکیں، بلوچستان نے اپنے محدود وسائل سے یہ کام کیے ہیں۔ میں نے تو سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے P&D میں تجویز دی تھی مگر مجھے افسوس ہے معلوم نہیں کیوں سلیم مانڈوی والا صاحب نے غصہ میں آکر میری تجویز کو رد کر دیا، ہمیں تو پتا نہیں ہے کیونکہ ہم نئے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہماری سفارشات ردی کا ٹکڑا ہیں۔ اگر ایسی بات ہوئی تو مجھے سخت افسوس ہوگا کیونکہ اگر ایوان بالا کی سفارشات پر عمل درآمد نہیں ہوتا تو یہ سوچنے کا مقام ہے۔ جناب چیئرمین! اگر آپ Science and Technology یا پانی کے حوالے سے دیکھیں تو بلوچستان کے لیے اس بجٹ میں بہت سی ترقیاتی schemes رکھی گئی ہیں۔

جناب عالی! اب میں ایک بہت اہم مسئلے کی طرف آتا ہوں۔ میرے PTI کے دوست اور سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم صاحب آپ سن لیں، میں چیئرمین صاحب کے توسط سے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ میری یہ بات سنیں اور وزیراعظم عمران خان صاحب تک پہنچا دیں کہ آپ نے جو اربوں،

کھربوں کے منصوبے بلوچستان کو دیئے ہیں لیکن ایک ایسا محکمہ ہے جو آپ کے عظیم الشان کاموں پر پانی پھیر رہا ہے اور وہ واپڈا کا محکمہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ بلوچستان کے طول و عرض میں 50 سے 52 ڈگری سنٹی گریڈ تک گرمی پڑ رہی ہے۔ ہمارے معصوم دودھ پیتے بچے ایک پنکھے کے لیے ترس رہے ہیں۔ ان کے آنسوؤں اور ان کی ماؤں کی بددعاؤں سے آپ ڈریں۔ واپڈا کے محکمے نے ایسا کام کیا ہے کہ میرا دل جل رہا ہے۔ بلوچستان کے ایسے بھی حصے ہیں جہاں پر 22 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ پاکستان کے دشمن عناصر ہیں جو وہاں پر بجلی کے کھمبے گرا کر بجلی کی ترسیل بند کر دیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ واپڈا کے ہوتے ہوئے آپ کو دشمن کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کو میری بات پر کوئی شک ہے تو حماد اظہر صاحب وزیر ہیں، Energy and Power کے سیکریٹری کو کہیں کہ میرے ساتھ چلیں، میں انہیں بلوچستان کے تین تین ڈویژنز میں لے کر جاؤں گا، آپ رخشان ڈویژن، مکران ڈویژن، نصیرآباد ڈویژن یا سبی چلیں جہاں اس وقت 52 سنٹی گریڈ درجہ حرارت ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر یہ حضرات اپنی families کے ساتھ وہاں 24 گھنٹے گزاریں تو دنیش کمار کبھی بھی اس حوالے سے اس ایوان میں بات نہیں کرے گا۔ خدارا، بلوچستان کے ان معصوم عوام کا خیال رکھا جائے جو اس گرمی میں اذیت سہہ رہے ہیں۔ میں آپ کو ایک مزے کی بات بتاؤں کہ ہماری بجلی کی requirement کیا ہے، جناب اعلیٰ! ہمارے پورے بلوچستان کی بجلی کی requirement آپ کے فیصل آباد سے بھی کم ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے واپڈا کو 245 ارب روپے دیئے ہیں۔ جب میں Chief Executive عارف صاحب کے پاس گیا وہ son of soil ہیں، بلوچستان سے ہیں اور وہاں پر تعینات ہیں، انہوں نے کہا کہ ہمیں وفاق سے آرڈر آتے ہیں کہ بلوچستان کی بجلی بند کرو کیونکہ ان پر 25 ارب کے بقایا جات ہیں۔ جب آپ 245 ارب روپے دیتے ہیں تو بلوچستان کی عوام کی خاطر 25 ارب بھی دیں۔ بلوچستان کی عوام آپ کو دعائیں دیں گے، وہ کبھی اپنے محسن کو فراموش نہیں کرتے ہیں۔ میں آپ سے جھولی پھیلا کر استدعا کرتا ہوں کہ ہمارے بلوچستان کے عوام کو بجلی کی سہولت دی جائے، صرف تین ماہ کے لیے، اس گرمی کے موسم میں دی جائے تاکہ آپ کو دعائیں بھی ملیں۔

جناب چیئرمین! ایک اور مسئلہ ہے جس کی طرف میں آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوشش کریں کہ جلد conclude کریں کیونکہ نماز کا بھی وقت ہو رہا ہے۔

سینیٹر دنیش کمار: جی اچھا۔ ہمارے تین ڈویژن جس میں مکران، رخشان اور قلات ہے۔ ان میں لوگوں کا ذریعہ معاش ایرانی ڈیزل ہے۔ ہمارے حکمران یہاں air-conditioned کمروں میں بیٹھ کر وہاں کے لیے پالیسیاں بناتے ہیں۔ میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ آپ انہیں بھیجیں، ہمارے عوام چور نہیں ہیں۔ بلوچستان کے عوام پاکستان سے محبت کرتے ہیں، ان کی محبت کسی دوسرے صوبے کے عوام سے کم نہیں ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ پاکستان کی محبت میں سب سے آگے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ہم نے ایران اور افغانستان کا بارڈر سنبھالا ہوا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ عوام پاک فوج کی پشت پر ہے مگر بلوچستان کے عوام پاک فوج کے شانہ بشانہ اپنے بارڈرز کی حفاظت کر رہے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ ان کا ذریعہ معاش ایرانی ڈیزل ہے، خدارا پالیسیاں بناتے ہوئے ان زمینی حقائق کا خیال رکھیں۔ ہمارے بلوچستان کے لوگ اس ڈیزل پر بھی ٹیکس دینا چاہتے ہیں، آپ وہاں پر nominal tax رکھیں، ہمارے لوگ ٹیکس دیں گے کیونکہ وہ ٹیکس چور نہیں ہیں، وہ پاکستان سے پیار کرنے والے ہیں اور مجھے امید ہے کہ ہمیں پیار کے بدلے دس گنا پیار ملے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر انجینیر رخسانہ زبیری صاحبہ۔ حیدری صاحب! ابھی cross question نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے speech کی ہے، آپ نے بھی کر دی ہے۔ نماز کا وقت ہو رہا ہے، مہربانی کرکے رخسانہ صاحبہ کو تقریر کرنے دیں۔ حیدری صاحب! آپ مہربانی کرکے بیٹھ جائیں۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi

سینیٹر انجینیر رخسانہ زبیری: الحمدللہ رب العالمین۔ آپ نے اتنی جلدی میں نام لیا I could not hear properly کہ آپ مجھے بلا رہے ہیں۔ چیئرمین صاحب! آج نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ آج آپ نے پہلی خاتون کو floor دیا ہے اور اس وقت جب ہم time کے حوالے سے pressed ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اسے نوٹ ہونا چاہیے کہ مجھے یہ discrimination لگتی ہے۔ Anyway آپ کا بہت شکریہ۔ سب سے پہلے تو جو کچھ قومی

اسمبلی میں ہوا، اس کے لیے میں اپنی reservations اور بہت دکھ اور افسوس کا اظہار کرتی ہوں۔

I am happy that sense is prevailing now and I am sure that this House will lead in restoring the decorum of the parliamentarians and parliamentary institutions.

چیئرمین صاحب! سب سے پہلے میں آپ کی توجہ وزیرِ خزانہ کی تقریر کی طرف دلاتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ no money was available to support the import demand جو کہ exports کے 224% ہو گئی ہے۔ ہم یہ جاننا چاہتے تھے کہ what measures have been taken. کیا وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ساری غیر ضروری imports ہم نے بند کر دی ہیں جس میں cat food, dog food, shampoos اور دوسری چیزیں شامل ہیں۔ اس کے لیے ہم نے کوئی سلسلہ نکالا ہے کہ جو لوگ یہ چیزیں لینا چاہ رہے ہیں، وہ کس طرح لیں، کیسے وہ stop کر رہے ہیں۔ دنیا جہاں کی مشروبات، دنیا جہاں کے fruits اور غیر ضروری چیزیں جو ایک عام آدمی استعمال نہیں کرتا۔ Tax paying میں بھی اگر آپ دیکھیں تو زیادہ ایک عام آدمی دے رہا ہے جو indirect taxes دے رہا ہے، جس کی تنخواہ پر ٹیکس بھی نہیں لگ رہا، وہ pay کر رہا ہے۔ میں چاہوں گی کہ اس پر لیڈر آف دی ہاؤس توجہ دیں اور دیکھیں کہ یہ ختم ہو اور اس پر emergency میں کوئی action ہو۔

پھر انہوں نے کہا کہ State Bank borrowing 7 trillion ہو گئی ہے اور circular debt 485 billion سے 1.2 trillion ہو گیا ہے۔ This is from his speech. اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے large scale manufacturing کے متعلق کہا کہ اس میں 9 فیصد کے حساب سے growth increase ہوئی ہے۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ what jobs has it created because 9% is a good increase. اس کے علاوہ ایک اور anomaly ہے، انہوں نے کہا کہ Ehsaas Cash Transfer Programme سے 12 ملین لوگوں کو فائدہ ہوگا جنہیں include کیا گیا ہے جو population کا 40 فیصد ہے۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا target یہ ہے کہ 4 سے 6 ملین لوگ ہم احساس پروگرام میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ contradictory

statement ہے۔ ایک طرف ہم 12 ملین کی بات کر رہے ہیں جبکہ دوسری طرف ہم 4 سے 6 ملین کو شامل کرنا چاہتے ہیں۔

پھر انہوں نے ایک اور بات کہی کہ crude oil prices ایک سال کے اندر 180 فیصد increase ہوئیں۔ I checked it with the data available on the net and on different Government's forums. انہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ 180 بڑھیں جبکہ ہم انہیں domestically, at a much lesser price contain کر رہے ہیں۔ ہم نے یہ دیکھا کہ 50 سے 70 فیصد انہوں نے fluctuate کیا and they were about 30% less. جب اس فورم پر کوئی figures آتے ہیں تو they should be 100% correct. اس میں غلط بیانی کی بات نہیں ہونی چاہیے۔ میں fudged figures کے الفاظ استعمال نہیں کر رہی because it is a very big team جو کہ کام کرتی ہے اور مختلف inputs آتی ہیں لیکن یہ بہت اہم چیزیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ 2002 میں فنانس بل کے ساتھ ایک قانون آیا تھا کہ High Speed Diesel کے اوپر 10% Deemed Duty لگے گی۔ وہ Deemed Duty, Government کو نہیں جا رہی تھی۔ حکومت کی taxation پر کہیں reservation ہوں بھی تب بھی ہم نے کبھی اعتراض نہیں کیا لیکن یہ Deemed Duty, private refinery owners کو جا رہی تھی اور آج تک جا رہی ہے۔ آج جب ہم مہنگائی کی بات کرتے ہیں تو بہت سی باتیں ہوتی ہیں لیکن جو basic and core وجہ ہے، وہ یہ ہے کہ ایک important commodity یعنی ڈیزل پر جو agriculture کے لیے اور industry کے لیے بھی ضروری ہے، اس کی قیمت 10 فیصد بڑھ جاتی ہے، اسی پر پھر marketing companies کا margin بڑھتا ہے، اسی پر ٹیکس بڑھتا ہے اور اس طرح وہ عام لوگوں کی دسترس سے باہر ہو جاتا ہے۔

زرعی شعبے کے حوالے سے یہ تیسرا بجٹ ہے جو اس حکومت نے پیش کیا ہے لیکن اس میں بھی Agriculture Minister نے pre-budget تقریر میں فرمایا کہ ہم یہ کریں گے، وہ کریں گے، ہم بیج import کرنے کا اور بہتر policies کا سوچ رہے ہیں۔ سوچنے کے لیے کتنا وقت چاہیے؟ خدا کے لیے wake up and do something. پھر سی۔پیک

platform کی بات ہوئی۔ آپ جانتے ہیں کہ اس حکومت کے آتے ہی سی۔ پیک platform کو دھچکا لگا تھا اور وہ back burner پر چلا گیا تھا which is a very important programme. اس کے لیے پچھلی حکومتوں نے مل کر بہت زیادہ efforts کیں اور I am sure present Government بھی اس کی اہمیت کو جانتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم I.T. sector and agro-based industry کو special economic zones میں employment دیں گے۔ اس سے definitely employment generate ہوں گی۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ سی۔ پیک میں 17 بڑے منصوبے جو 13 بلین ڈالرز کی مالیت کے ہیں، complete ہوگئے ہیں۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس میں پاکستانیوں کو کتنی jobs ملیں۔ مجھے یاد ہے کہ جیسے ہی یہ پروگرام شروع ہوا تھا، اس وقت سے ہم یہ raise کر رہے ہیں کہ آپ منصوبوں کے حساب سے skills develop کریں اور اپنی youth کو تیار کریں تاکہ وہ available ہوں۔ ہم صرف ایک ٹول ٹیکس اکٹھا کرنے کا ملک نہ بن جائیں کہ container آیا تو ہم نے اس سے کچھ ٹیکس لے لیا اور بس۔

پھر ان کی تقریر کے بعد ایک explanatory memorandum of federal receipts ہے۔ اس میں federal receipts میں 10.33 بلین میں سے جو صوبوں کا share دیا گیا ہے، وہ 2.87 بلین ہے۔ I am really surprised and we need to know that how is it کہ یہ سارے صوبوں کو ملا کر 2.87 بلین اس resource میں سے مل رہا ہے۔ پھر Worker Welfare Fund کو اور اس کے ساتھ employees participation fund کو بھی receipts میں show کیا گیا ہے۔ پھر انہوں نے اس book میں فرمایا کہ Custom Duty receipts are very low. I have one suggestion to put here how you can increase it. مجھے بلوچستان کے چیمبر آف کامرس کے ساتھیوں نے جو import/export کرتے ہیں، کہا ہے کہ آپ اپنی Import Policy کو تھوڑا سا streamline کر دیں، آپ یہ کر دیں کہ goods کا ایک container آتا ہے تو اس پر ایک fixed amount charge کر لی جائے even پچاس لاکھ روپے تک۔ آپ کے جتنے بھی borders ہیں، چمن، تافتان اور

دوسرے، ان پر بھی لوگ proper طریقے سے import کرنے کے حوالے سے discourage ہوتے ہیں۔ تقریباً 20 فیصد وہاں دینا پڑتا ہے اور ہر چیک پوسٹ پر جب وہ آتے ہیں تو انہیں اس کے پیسے دینا پڑتے ہیں۔ As a result جو وہ بتا رہے تھے کہ ڈیزل allow کریں، لوگوں کو کچھ نہیں ملتا۔ آپ اس کو regularize کریں، import کو آسان کریں۔ یہ نہیں کہ وہاں پر جو کسٹم کے preventive officers ہیں، ان کی مرضی ہے کہ اگر وہ کہتا ہے کہ میں container کو scan کروں گا یا کچھ اور کروں گا، آپ ان تمام چیزوں سے واقف ہیں۔ اس کو simplify کرنے کی ضرورت ہے۔

There should be ease of doing business. Stop smuggling. Ease of doing business is important.

پھر Public Sector Development Programme کے بارے میں ہمارے ساتھی نے بہت جوش و خروش سے بتایا۔ جو انہوں نے کہا وہ پورے بلوچستان میں خرچ ہونے والے بجٹ سے زیادہ ہو گیا۔ میری خواہش ہے کہ ایسا ہو۔ اس میں Aviation spending میں 17 منصوبے دیے گئے ہیں۔ اس میں 3.56 بلین کے منصوبے ہیں۔ اس میں جتنے منصوبے ہیں، وہ employees facilitation کے لیے ہیں۔ ان کے لیے hostel بنے گا، ان کے لیے rest rooms etc., بنیں گے، we would like to do that, ہمیں اس میں کوئی problem نہیں ہے۔ ہمارے services providers should be looked after well لیکن جو مسافر سفر کرتے ہیں، وہ بوڑھے مسافر بھی ہیں، وہ مائیں بھی ہیں، ہونے والی مائیں بھی ہیں اور بچے بھی ہیں، بسوں کا اٹھارہ اٹھارہ انچ کا step ہوتا ہے جن پر انہیں چڑھنا پڑتا ہے، آپ کسی سے کہیں کہ ذرا اس پر چڑھ کر دکھائے۔ اس پر کوئی توجہ نہیں ہے، مسافروں کی facilitation پر کوئی توجہ نہیں ہے، ان کے rest rooms پر کوئی توجہ نہیں ہے۔ مجھے ایک بات جو دل کو بہت عزیز ہے، جسے میں اپنے previous tenure میں بھی اٹھاتی رہی ہوں کہ وہاں companies کے بے حساب kiosks لگے ہوئے ہیں جو مسافروں کو service provide کرتے ہیں، ان کے ڈرائیورں کی چوبیس گھنٹے duty ہوتی ہے اور ان چوبیس گھنٹوں میں وہ اپنی گاڑیوں میں بیٹھیں یا باہر نکل کر بیٹھیں، ان کے لیے وہاں نہ rest rooms ہیں اور نہ کوئی چیز ہے، آپ ان سے کچھ charge کرلیں، give them showers, look

after them, give them cafeteria, let them buy, so many things can happen but please take care of that. I was looking at my previous papers, میں اس issue کو 2004 سے raise کر رہی ہوں کہ خدا کے لیے ان کے لیے کچھ کریں،

they are human being just like us and they are also tax payers, don't forget that.

جناب والا! جیسے بلوچستان والے بہت خوش تھے، I wish میں بھی اتنی خوش ہوتی لیکن مجھے اس میں سندھ کے لیے کچھ خاص نظر نہیں آرہا جو ہماری population ہے، ہم وہاں جیسے tax دیتے ہیں، ہمیں وہاں نظر نہیں آرہا۔ کراچی، لاہور موٹروے کے لیے زمین خریدنے کی بات ہے تو کراچی سے حیدرآباد تک تو اسی پرانی سڑک کو لے کر اسے موٹروے میں شامل کر لیا، یہ کیوں ہوا، we need to investigate that. Sui-Kashmore dual carriagewayایک چھوٹا منصوبہ ہے، Karachi Shipyard کی تھوڑی سی restructuring کرنا چاہتے ہیں۔ Karachi Shipyard جو آپ کے تمام ships کی maintenance کرتا تھا it should be in the best possible condition, مجھے بڑا افسوس ہوا جب میں نے جا کر دیکھا کہ ہماری آبدوز وغیرہ بن رہی تھی، پہلے یہ ہمارے ہاں ہوتا تھا، ہم جہاز بناتے تھے،.we were capable of doing it ایک Affluent Treatment Plant ہے، اب اس کے لیے بھی کب پیسے ملتے ہیں اور یہ کیسے ہوتا ہے.there is big question about it جناب والا! سندھ کا minimal share ہے، تھوڑی یونیورسٹیاں ہیں جنہیں کچھ پیسے، پچاس ملین، سو ملین، دو سو ملین دیئے جانے کا programme ہے، دیئے جا رہے ہیں وہ ایک الگ بات ہے۔

Mr. Chairman, now here are some suggestions; immediately stop import of all goods and beverage items, عام لوگوں کا مسئلہ نہیں ہے، جو منگوانا چاہتا ہے وہ اپنے resources استعمال کرے، جیسے کرے، ان کے لیے الگ facilitation ہونی چاہیے جس کا بوجھ ان پر پڑے حکومت پر نہیں۔ Government borrowings جو 1.2 trillion ہو گئی ہے، should be kept

upto 2% because Government borrowings اگر higher rate پر ہوتی ہیں تو اس کا بوجھ عوام پر پڑتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ وقت دیکھ رہے ہیں

but I am still half way.

جناب ڈپٹی چیئرمین: نماز کا وقت نزدیک ہے۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Government borrowings from banks should be kept to 2%,

for circular debt Special کے لیے میں suggest کرتی ہوں کہ Committee on Petroleum and Power بنائی جائے جو اسے take up کرے اور اس کی threadbare study کرے کیونکہ اب تک جتنے بھی proposals آئے ہیں، جتنی بھی investigations ہوئی ہیں یہ bureaucracy level پر ہوئی ہیں and people who had vested interests in the circular debt کیونکہ جب circular debt بڑھتا ہے تو gas company کو نہیں جاتا، gas company IPPs has reached to default position now. آپ کب تک circular debt کو دیتے رہیں گے اور کب تک اس طرح کا سلسلہ چلتا رہے گا؟ We need to have right policies and support for large scale manufacturing and small and medium enterprises because they are the employing sectors. اتنی construction کی بات ہو رہی ہے، یہ ہوا، وہ ہوا، اب باہر کی construction companies پاکستان آ کر یہاں کے major projects لے رہی ہیں کیونکہ ان پر کوئی قدغن نہیں ہے کہ یہاں کس طرح کام کریں۔

This has to be stopped, not stopped but at least protect your local industry, protect your local organizations.

جناب والا! میں یہاں technocrats کو represent کرتی ہوں، science and technology is my special interest. Public sector development programme میں Science and technology کا جو

projection ہے، وہ کہہ رہے ہیں کہ advanced skills through international scholarships, ہم کب تک international کا یہ کھیل کھیلتے رہیں گے؟ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ اس وقت ہماری کیا position ہے؟ آپ کے لیے یہ خوشی کی بات ہو گی کہ اب Pakistan engineering qualification worldwide recognized ہے، پوری دنیا میں یہ recognized ہے اور پاکستان Washington Accord کا full signatory ہے and Washington Accord is an international agreement between bodies responsible for accrediting engineering education for engineering professionals. اس کے member countries are Australia, Canada, New Zealand, Malaysia, Japan, UK, America, Turkey. میں آپ کے ساتھ یہ بھی share کرتی چلوں کہ 2008 میں میں نے as a Chairperson Pakistan Engineering Council initiate کیا تھا کہ ہم اس Accord کے member بنیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: براہ مہربانی conclude کریں۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, I am sorry I have to say what I have to say, otherwise you give me time on Monday; then it's O.K. because I have yet to do it.

آپ ماشاءاللہ پچیس پچیس منٹ دے رہے تھے۔ Please allow me to continue on Monday کیونکہ نماز کا وقت ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ٹھیک ہے آپ Monday کو continue کر لیجیے گا۔

Senator Engr.Rukhsana Zuberi: That is your commitment.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، جی ان شاءاللہ۔

The House stands adjourned to meet on Monday, the 21st June, 2021 at 4:00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Monday, the 21st June, 2021 at 4:00 p.m.]

Index

Mr. Ali Muhammad Khan.....13, 14, 17, 18
Senator Engr. Rukhsana Zuberi 58, 64, 65
Senator Walid Iqbal.....3, 4, 5
جناب علی محمد خان 13, 16
سینیٹر اعجاز احمد چوہدری 19, 20, 25, 26, 27
سینیٹر اعظم نذیر تارڑ 8, 16
سینیٹر انجینیر رخسانہ زبیری 58
سینیٹر ثانیہ نشتر 39
سینیٹر دنیش کمار 51, 56, 58
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم 5, 6, 9, 13, 45
سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی 6, 13, 14, 15
سینیٹر شیری رحمٰن 5, 10
سینیٹر قرۃ العین مری 3, 6, 7
سینیٹر محمد اعظم خان سواتی 7
سینیٹر مشتاق احمد 2, 28, 30, 37, 38
سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری 46
سینیٹر ولید اقبال 3
محترمہ ڈاکٹر شیریں ایم۔ مزاری 9, 12